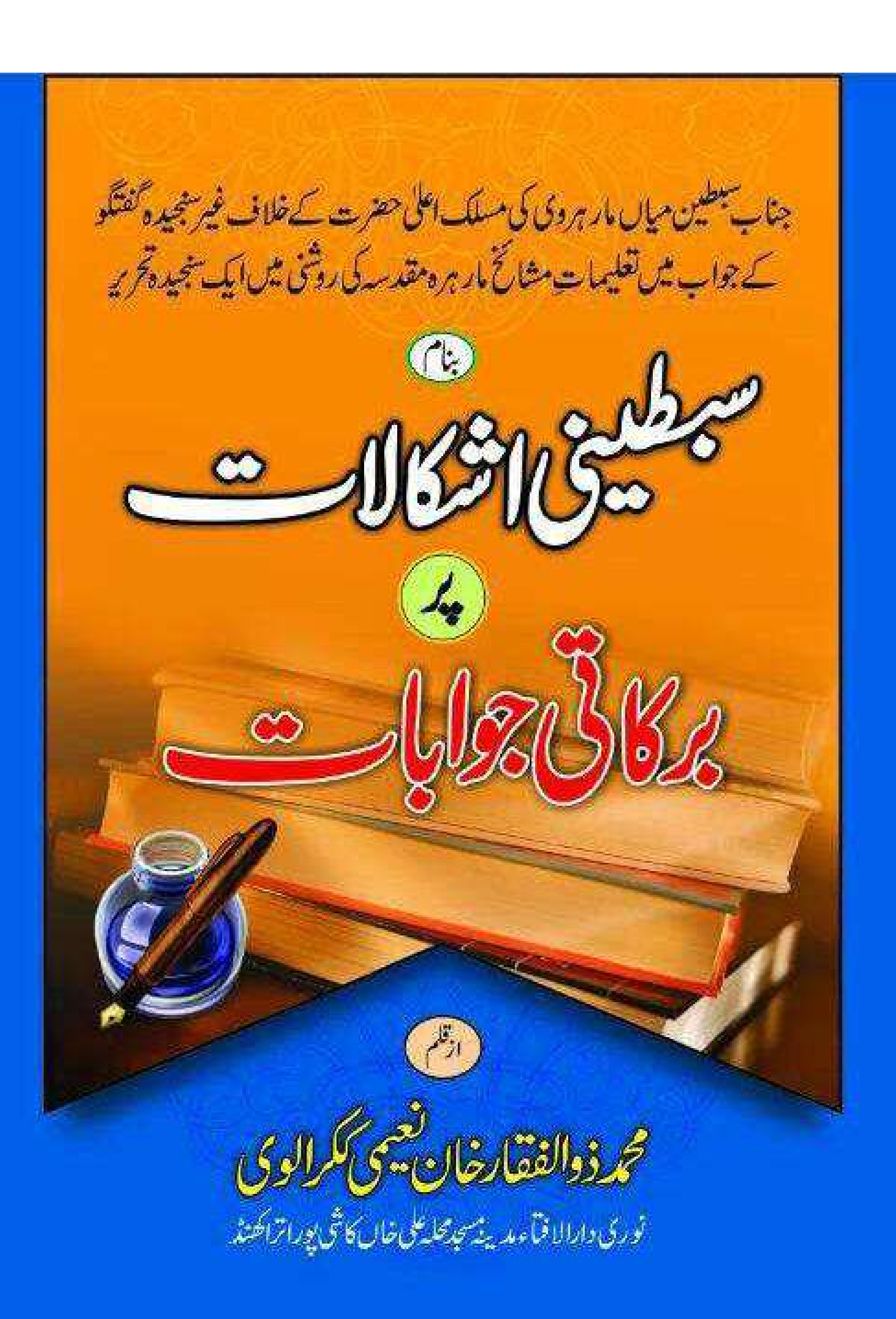


نوری دار الافتاء، مدینہ مسجد کاشی پور اتراکھنڈ

فرمانِ عالی شان

نے اپنی مومنانہ فراست سے یہ دیکھ لیا تھا کہ
اہری و باطنی کا امام بن کر چمکے گا اور اس کے
رکھا جائے گا۔ نظمی اپنی ایک نظم میں کہتا ہے۔
ں کے خان زادے، کہ جن پہ نازاں تھے ان
م باطن میں سب نے اپنا امام مانا، انہیں کی
سہ ماہی افکار رضا ممبئی، اکتوبر تا دسمبر، ۲۰۰۷ء

م وائمہ حرمین عظام و جمیع علمائے اسلام نے
زانہ، محفوظ، برگزیدہ، گنجینۂ علوم کے مشکلات
ائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک، امام، پیشوا، روشن
، دریائے ذخار، بسیار فضل، دلیر، بلند ہمت،
صاحب ذکاء، ستھرا، کثیر الفہم، یکتائے زمانہ،
سہ ماہی افکار رضا ممبئی، اکتوبر تا دسمبر، ۲۰۰۷ء
یاں ظاہر، علم کا کوہ بلند، زبان والا، حاوی جمیع
ی شریعت، فخر اکابر، آفتاب معرفت، کریم
نہار کے نام سے یاد کیا۔ سلام اس پر کہ جسے
یدکے لئے پیدا فرمایا جس نے مسلمانوں کو
شاد کے دریا بہائے جس نے عمر بھر دین کے
امام احمد رضا نمبر، قاری اپریل ۱۹۸۹ء، ص ۲۳۵]

NOORI DA
MADINA MASJID, KASH

جناب سبطین میاں مارہروی کی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف غیر سنجیدہ گفتگو کے
جواب میں تعلیماتِ مشائخ مارہرہ مقدسہ کی روشنی میں ایک سنجیدہ تحریر

بنام

سبطینی اشکالات پر برکاتی جوابات

از قلم:
محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلّہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

ناشر
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلّہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

تفصیلات

کتاب	:	سبطینی اشکالات پر برکاتی جوابات
مصنف	:	محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی بدایونی.
		نوری دارالافتاء مدینہ مسجد، محلّہ علی خاں کاشی پور، اتراکھنڈ
اشاعت اوّل	:	۲۰۱۷ء - ۱۴۳۸ھ
صفحات	:	64

شرف انتساب

فقیر اپنی اس حقیر سی کاوش کو

سادات مارھرہ مقدسہ کی

بارگاھوں سے معنون کرتاھے

نیازمند

محمدذوالفقارخان نعیمی ککرالوی

سخن گستری

روک لے اے ضبط جو آنسو کہ چشم تر میں ہے
کچھ نہیں بگڑا ابھی تک گھر کی دولت گھر میں ہے

مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف یہ دونوں شہر اہلِ سنت کے لیے دونوں آنکھوں کی طرح ہیں۔

جس طرح کوئی نہیں چاہتا کہ اس کی کسی آنکھ کی بینائی کم ہو خواہ وہ داہنی ہو یا بائیں۔ اور اسے دونوں آنکھوں سے پیار ہوتا ہے اور کسی طرح کی تکلیف دونوں کو نہیں ہونے دینا چاہتا ہے، بلاشبہہ یہی حال اہلِ سنت کا ہے۔ وہ کسی طرح مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف دونوں میں سے کسی کی بھی محبت کم نہیں ہونے دینا چاہتے ہیں۔ اور دونوں کے تقدس کو پامال ہونے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بریلی اور مارہرہ مقدسہ کی مثال دیتے ہوئے حضور امینِ ملت نے بڑے انوکھے انداز میں اپنی ایک تقریر میں جو پیلی بھیت میں ہوئی تھی، فرمایا تھا:

> ’’بریلی اور مارہرہ ان کی مثال تو یوں سمجھو جیسے کلمہ کی انگلی اور منجھلی انگلی۔ کلمہ کی انگلی کبھی منجھلی انگلی سے جدا نہیں ہوتی، منجھلی انگلی کبھی کلمہ کی انگلی سے جدا نہیں ہوتی۔ دونوں ساتھ ساتھ رہتی ہیں۔ دونوں پاس پاس رہتی ہیں۔‘‘

بریلی شریف والوں کے لئے مارہرہ مقدسہ مرکز عقیدت ہے۔ جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ　　　بول بالے میری سرکاروں کے

یہ شعر حضور اعلیٰ حضرت نے خاص خانوادۂ برکاتیہ کے مشائخ کے لیے ہی فرمایا تھا

جیسا کہ حضور امینِ ملت پیلی بھیت میں اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:

''یقین جانو اعلیٰ حضرت کا جو یہ شعر ہے ؎

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا　　بول بالے میری سرکاروں کے

یہ شعر صرف مرشدانِ کرام کے خاندان کے بارے میں لکھا ہے، اس میں کوئی دوسرا سید شریک نہیں ہے۔''

اور مارہرہ مقدسہ والوں کے لیے بریلی شریف مرکزِ سنیت ہے۔

حضور امین میاں فرماتے ہیں:

''اب چلیں پھر بریلی چلتے ہیں، اس لئے کہ بریلی جائے بغیر تو سنیوں کا کام ہی نہیں ہوتا۔ چاہے وہ کہیں کا سنی کہلانے کا دعوے دار ہو۔ چاہے وہ مارہرہ کا ہو چاہے بدایوں کا ہو، چاہے پھوپھ کا ہو.... کہیں کا ہو جب تک اس پہ بریلی کے امام احمد رضا خاں کی مہر نہیں لگتی اس کی سنیت مکمل نہیں ہوتی۔'' [خطاب بمقام پیلی بھیت]

ساداتِ کرام خصوصاً ساداتِ مارہرہ مقدسہ سے سنیوں کی محبت کا ایک الگ ہی زاویہ ہے۔ دنیا میں سیدوں کی کمی نہیں ہے مگر جس قدر محبت وعقیدت ساداتِ مارہرہ سے سنّی کرتے ہیں وہ کسی اور سے نہیں کرتے۔ اس کا اصل سبب یہی ہے کہ ساداتِ مارہرہ سے حضور اعلیٰ حضرت کا خصوصی لگاؤ تھا، اس لئے سنیوں کے دلوں میں سیدوں اور خصوصاً ساداتِ مارہرہ کا ادب واحترام وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ سیدوں کی محبت سنیوں کی دلوں میں حضور اعلیٰ حضرت کی دین ہے تو غلط نہ ہوگا۔

میری اس بات کی صداقت کے لیے حضور امینِ ملت کی تقریر کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''اے سنّی سیدوں اعلیٰ حضرت کا احسان مانو۔ عام سنّی پر فاضل بریلوی کا اکہرا احسان ہے کہ انہوں نے اس کی سنیت کو برقرار رکھا اور سید سنّی پر دوہرا احسان ہے۔ سنیت برقرار رکھی اور عام انسان کو ادب

سکھایا کہ سید کا ادب کیسے کرنا ہے۔'' [مرجع سابق]

حضور اعلیٰ حضرت برکاتی تھے اور ایسے برکاتی تھے کہ برکاتیت کی شرط اوّل خود ان کی محبت کو قرار دیا گیا۔ حضور امینِ ملت فرماتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں میں برکاتی ہوں۔ میں یہ ہوں، میں وہ ہوں....وہ سب کچھ ہوسکتا ہے مگر برکاتی نہیں ہوسکتا اس لیے برکاتیت کی شرط اوّل ہے۔ امام احمد رضا سے محبت برکاتیت کی شرط اوّل ہے۔'' [مرجع سابق]

حضور اعلیٰ حضرت نے مصطفیٰ پیارے ﷺ سے جو عشق ومحبت فرمایا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ان کے دل میں مصطفیٰ پیارے کی محبت اور ان کی آل کی محبت اس قدر راسخ تھی کہ پوری زندگی اسی محبت کا دم بھرتے رہے۔ اور دنیا والوں کو عشق رسول اور حبّ اہلِ بیت کا درس دیتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساداتِ مارہرہ مقدسہ حضور اعلیٰ حضرت سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور فرماتے ہیں۔ کوئی بھی محفل ہو، بغیر ان کا ذکر کیے محفل ادھوری تصور کرتے ہیں۔

حضور امینِ ملت اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

''آج جب ہم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ یہاں سے کیرالہ تک اور کیرالہ سے کرناٹک تک چاہے امام احمد رضا کانفرنس میں جائیں یا جشن عید میلاد النبی میں جائیں یا جشن غوث اعظم میں جائیں یا جشن خواجہ خواجگان میں جائیں۔ آپ اس قدر مارہرہ والے کیوں ذکر کرتے ہیں، امام احمد رضا کا کیوں ذکر کرتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے فضل وکرم سے صاحب البرکات کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن کل جب ہمارے جدّ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر چوطرفہ حملے کیے جارہے تھے، ان کی شانِ اقدس کو گھٹانے کی کوشش کی جارہی تھی تو یہ بریلی کا پٹھان اپنا سینہ کھول کر کھڑا ہو گیا اور اس نے

اعلان کردیا کہ سید عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جو حملہ کیا جائے گا، اسے امام احمد رضا اپنے سینہ پر روکے گا۔'' [مرجع سابق]

یہی نہیں بلکہ ساداتِ مارہرہ اپنی بات کا آغاز بھی حضور اعلیٰ حضرت کے کلام سے کرنا فطرت میں داخل مانتے ہیں۔ حضور امین ملت کے یہ جملے ملاحظہ فرمائیں:

''ہم نے وہ کام نہیں کیا جو کام کرنا ہماری فطرت ہے۔ جس طرح سے پلک جھپکنا آدمی کی فطرت ہے۔ آپ کو پتہ بھی نہیں چلتا اور آپ ایک منٹ میں نہ جانے کتنی دفعہ پلکیں جھپکا لیتے ہیں اور خدانخواستہ پلکیں جھپکنا بند ہوجائیں تو آنکھ کے ڈاکٹر کے پاس بھاگ کے فوراً جانا پڑے گا کہ ارے ڈاکٹر صاحب میری تو پلکیں جھپکنا بند ہوگئی ہیں خدا جانے مجھے کیا مرض ہوگیا ہے۔ میری آنکھوں کی روشنی کم ہوتی جارہی ہے۔ تو یہ ہماری فطرت ہے کہ ہم اپنی بات کا آغاز اس ذاتِ والا صفات کے کلام سے کرتے ہیں جو چشم و چراغِ خاندانِ برکات ہے۔ جو عبد المصطفیٰ ہے۔ جو مجدد دین وملت ہے۔ جو امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی ہے.....تو اب شروع کریں صاحب اپنے امام، اماموں کے امام چودھویں صدی کے بہت بڑے امام' امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت پاک سے۔'' [مرجع سابق]

مسلکِ اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں ہے بلکہ مسلک اہلِ سنت ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے۔

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا سبق اہلِ سنت کو مشائخ مارہرہ مقدسہ نے ہی پڑھایا ہے۔

اگر کوئی اس مسلک کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً وہ خانوادۂ برکاتیہ کا مخالف مانا جائے گا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کا مفہوم لوگوں نے جو سمجھا ہو سمجھیں مگر صحیح مفہوم حضور امینِ ملت کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں:

''اگر کوئی تم سے پوچھے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کیا ہے؟ تو اسے جواب دینا سید عالم ﷺ سے اس طرح سے محبت کرنا اور ان کی اس طرح عزت کرنا جو عین منشاے الٰہی کے مطابق ہے، یہی مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے۔'' [مرجع سابق]

الغرض مارہرہ شریف اور بریلی شریف، دونوں اہلِ سنت کے مرکز عقیدت ہیں۔ مگر اللہ جانے کس کی نظر لگ گئی اس مرکز کو۔ کبھی مارہرہ کی طرف کوئی اُنگلی اُٹھاتا تو جواب بریلی سے دیا جاتا تھا اور بریلی شریف کی طرف کوئی بُری نگاہ سے دیکھتا تو مارہرہ مقدسہ سے اس کی آنکھیں نوچنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ جو حضور اعلیٰ حضرت کی عقیدتوں کا محور رہا، جہاں کبھی ان کے خلاف بولنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہ کیا گیا۔ اسی مارہرہ مقدسہ سے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے عظیم مبلغ وداعی، ناشر ومروج مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضور سید نظمی میاں علیہ الرحمہ کے بیٹے سید سبطین حیدر صاحب کے ذریعے آج حضور اعلیٰ حضرت کی مخالفت کی جارہی ہے، ان کی تذلیل وتضحیک کی ناپاک سعی کی جارہی ہے، ان کے کردار پر انگلی اٹھائی جارہی ہے، ان کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے، ان کے نام سے بیزاری واُکتاہٹ جیسی مذموم حرکت کا برملا اظہار کیا جارہا ہے۔ ان کی تعلیمات سے لوگوں کو انحراف کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اور یہ بھی خیال نہیں کیا جارہا ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت پر حملہ ان کے بڑوں کے بقول دین پر حملہ ہے۔

اعلیٰ حضرت کی تذلیل وتضحیک اپنے گھر والوں کی ہی تضحیک وتذلیل ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت کی توہین اپنے مشائخ کی توہین ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت کا تعلق بھلے پٹھان خاندان سے رہا ہے، لیکن مشائخ مارہرہ مقدسہ نے ''چشم وچراغ خاندانِ برکات'' بتایا تو خود ہی اپنے گھر کے چراغ کو گل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

یہ جانتے ہوئے کہ ؏

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

برکاتیت کی شرط اوّل محبت اعلیٰ حضرت ہے۔ یہ بات مارہرہ سے ہی ملی ہے مگر بغضِ اعلیٰ حضرت کے سبب برکاتیت سے خروج کیا جارہا ہے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی مخالفت کر کے خود اپنے ہی اہلِ خاندان کی مخالفت کی جارہی ہے۔ حدیث افتراقِ اُمت کا انکار کر کے سستے ملاؤں کا حوالہ دے کر اپنے جدِ امجد کے اقوال کا مذاق اُڑایا جارہا ہے۔ اپنے والد کی کتابیں کھول کر دیکھنے سے مسلکِ اعلیٰ حضرت کا مکمل مفہوم سامنے آجاتا ہے مگر شاید وہ کتابیں پڑھنا غیر مناسب لگ رہا ہے۔ خاندان کے مقدس ومعزز ارکان کے افکار و نظریات سے جداگانہ اپنی الگ فکر اور نیا نظریہ بیان کیا جارہا ہے۔ سید سبطین حیدر صاحب نے اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ کے افکار ونظریات سے یکسر منہ موڑلیا ہے، ورنہ اس طرح کی حرکات ان سے سرزد نہ ہوتیں۔ ہم تو بس دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ پاک سید صاحب کو اپنے بزرگوں کی روش پر گامزن فرمائے اور انہیں مشائخ مارہرہ مقدسہ اور خاص کر اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ کی طرح مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پکا سچا مبلغ بنائے۔

آخر میں فقیر ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جنہوں نے اس کتاب میں کسی بھی طرح کا تعاون فرمایا ہے۔

خاص کر مفتی مقصود عالم ضیائی صاحب

محترم اقبال شیخانی صاحب

محترم مولانا نثار احمد مصباحی صاحب

محترم وسیم احمد رضوی صاحب، مالیگاؤں

اور مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے ٹیلی گرام گروپ کے جملہ ممبران کا

کا بے حد مشکور وممنون ہے جنہوں نے ہر ممکن تعاون فرمایا۔

اللہ پاک فقیر کے تمام معاونین کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ ورفرمائے۔

آمین بجاه النبی الامین الکریم علیه الصلاة و التسلیم

غلام غلامانِ سادات کرام

محمد ذو الفقار خان نعیمی ککرالوی

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں

مرکز اہل سنت بریلی شریف کا مرکز عقیدت مارہرہ مقدسہ؛ جوشاہ برکت اللہ کی برکتوں، اچھے میاں کی اچھائیوں، خاتم الاکابر کے بڑے پن، نوری میاں کی نورانیت، ابوالقاسم کی خیرات، تاج العلماء کی تاجداری، نظمی میاں کے نظم، امینِ ملت کی امانت، رفیق ملت کی رفاقت، اشرفِ ملت کی شرافت کے حوالے سے دنیائے سنیت میں مشہور ہے۔ وہاں سے اچانک مشائخ مارہرہ کے مخالف عقائد ونظریات کے حوالے سے کئی باتیں ایک ساتھ سوشل میڈیا پر پھیلائی گئیں۔ جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ مارہرہ شریف کے ایک شاہزادہ جنہیں سید سبطین حیدر صاحب کے نام سے لوگ جانتے ہیں؛ وہ آج کل اپنے مشائخ کے طرز عمل کے خلاف محاذ آرا ہیں۔ مَیں نے ان کی ویڈیو دیکھی، آڈیو سنی تو بس یہی کہہ سکا کہ ع

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں

تقریر سن کر بہت افسوس ہوا۔ کہ سید صاحب مارہرہ شریف کے مقدس خاندان سے وابستہ ہیں، حضور نظمی میاں کے صاحبزادے ہیں۔ فقیر سید صاحب کی ذاتی مخالفت میں کچھ لکھے اس کی اجازت مسلکِ اعلیٰ حضرت نہیں دیتا۔ البتہ تقریر کو لے کر چند ذہنی خلجان ہیں، جنہیں معروضات کی شکل میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

اس اُمید پر کہ نگاہِ عتاب سے اَمن بخشیں گے۔ اور لب کشائی کو معاف فرمائیں گے۔ حضرت کی ایک ویڈیو سے سنی گئی چند باتوں پر معروضات پیش ہیں۔

عرض کردوں گا لایا ہوں احمد رضا

سید صاحب نے اپنی تقریر میں کہا:

''یہ بڑا ذمے دار منبر ہے۔ یہاں پر میرے باپ سید آل رسول نے بھی تقریر کری ہے اور میرے دادا آلِ مصطفیٰ نے بھی تقریر کری ہے اور

میرے دادا احسن میاں صاحب نے بھی تقریر کری ہے۔ یہاں سے جو بات ہوگی وہ غیر ذمے دارانہ بات نہیں ہوگی۔ میں ایک ذمے داری کے ساتھ ایک بات کہتا ہوں۔ یہ جو مشہور کیا گیا ہے حضور سید شاہ آلِ رسول کے بارے میں سید شاہ آلِ رسول احمدی کے بارے میں کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب خدا مجھ سے پوچھے گا کیا لائے میرے لئے؟ تو میں کہوں گا احمد رضا لے کر آیا۔ یہ بات میرے دادا احمدی پر جھوٹ پیش کی گئی ہے۔ سن لو اس بات کو، سن لو میں کھلم کھلا بول رہا ہوں، یہ بالکل جھوٹ کہا گیا ہے۔ حضور احمدی سے جب ان کے مرید نے آخری وقت پر پوچھا کہ آپ کچھ نصیحت فرمادیجئے۔ تو آپ نے معلوم ہے کیا فرمایا، پیر ومرشد ہیں یہ مولانا احمد رضا صاحب کے آپ نصیحت فرمائیے تو آپ نے فرمایا:

اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول.

اس کے آگے کچھ نہیں فرمایا۔ اور یہ جو باتیں ہیں یہ میرے دادا پر جھوٹ گڑھی گئی ہیں۔ آلِ رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ گڑھا گیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ پیش کردوں گا کہ احمد رضا کو لے کے آیا ہوں۔ کیسے کیسے جھوٹ، شفیق صحیح کہہ رہے تھے کہ جھوٹ پر پوری عمارت کھڑی کری گئی ہے۔''

سید صاحب نے ذمے دار اسٹیج سے اہلِ سنت کے درمیان مشہور بات کو بڑی ذمے داری کے ساتھ جھوٹا بتادیا۔ یہ تک نہیں سوچا کہ جن کے حوالے دے کر اسٹیج کو ذمے دار بتایا ہے وہ بھی سید صاحب کی اس تحقیق جدید کی زد میں جھوٹے ثابت ہو جائیں گے، بلکہ اصل جھوٹ کا الزام انہیں کے سر جائے گا؛ کیوں کہ وہ گھر کے ہیں۔ جب وہ ہی کہہ رہے ہیں تو باہر والے کہیں تو ان پر کیا الزام؟

ہم یہاں پہلے سید صاحب کے والد گرامی اور ان کے دادا وغیرہ مشائخ مارہرہ مقدسہ

کے حوالے سے اس واقعہ کی حقیقت واقعی معلوم کرتے ہیں۔ اس کے بعد خود سید صاحب سے بھی اس کا حوالہ پیش کریں گے۔

سید صاحب کے والد گرامی حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ اس واقعہ سے متعلق رقمطراز ہیں:

''جدی کریم حضور پرنور سیدنا شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے **اگر ربّ تبارک وتعالیٰ مجھ سے فرمائے گا کہ میرے واسطے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا۔''**

[امام احمد رضا نمبر، قاری اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۳۷]

حضور نظمی میاں سہ ماہی افکار رضا ممبئ میں اپنے ایک مضمون میں اس واقعہ کو لے کر ایک غلط بیانی کا رَد کرتے ہوئے اور صحیح واقعہ بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

''بیعت کے بعد کے واقعات میں اکثر غلو کی آمیزش پائی جاتی ہے۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں مثلاً شاہ آلِ رسول نے اعلیٰ حضرت کو بیعت کرنے کے بعد فرمایا مجھے بہت دنوں سے اپنی نجات کی فکر دامن گیر تھی۔ الحمد للہ آج وہ فکر دور ہوگئی۔ گویا بریلی کے مولانا احمد رضا خاں قطب مارہرہ شاہ آل رسول احمدی کے لیے نجات دہندہ بن کر آئے تھے۔

اصل واقعہ صرف اتنا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو بیعت کرنے کے ساتھ ساتھ حضور خاتم الاکابر نے انہیں خاندان کی تمام خلافتوں، اجازتوں اور وظائف واوراد سے بھی نوازا۔

جب حضور خاتم الاکابر کے بھتیجے اور خلیفہ حضور سید شاہ حسن حیدر کو معلوم ہوا تو انہوں نے دبی زبان سے پوچھا ہمارے خاندان کا تو یہ وطیرہ رہا ہے کہ خلافت دینے سے پہلے سالہا سال مجاہدہ کرایا جاتا ہے اور جب ریاضت ومجاہدے کی بھٹی میں تپ کر کندن بن کر نکلتا ہے، تب اس کے سر پر خلافت کا تاج رکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس آپ نے بریلی

کے ان صاحب زادے کو کسی بھی طرح کے مجاہدے کے بغیر ساری خلافتیں اور اجازتیں عطا کر دیں۔

خاتم الاکابر مسکرائے اور فرمایا اور لوگ میل کچیل زنگ آلود دل لے کر آتے ہیں۔ اس کے تزکیہ کے لیے ریاضت و مجاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ مصفّٰی و مزکی قلب لے کر آئے، انہیں ریاضت و مجاہدے کی کیا ضرورت تھی انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی، سو وہ ہم نے دے دی۔

اس کے بعد حضور خاتم الاکابر نے وہ مشہور و معروف جملہ ارشاد فرمایا:

''ایک عرصہ سے یہ فکر لاحق تھی کہ بروزِ حشر اگر احکم الحاکمین نے سوال فرمایا کہ آلِ رسول تُو ہمارے لیے کیا لایا تو میں کیا پیش کروں گا مگر خدا کا شکر ہے کہ آج وہ فکر دور ہوگئی۔ **اب حشر میں ربّ پوچھے گا اے آلِ رسول ہمارے لئے کیا لایا تو کہہ دوں گا احمد رضا کو لایا۔''**

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ روایتوں کے تضاد نے اصل واقعہ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا تھا۔ حضور خاتم الاکابر شاہ آل رسول احمدی نے اپنے ولی عہد سید شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ کو اس موقع پر ایک وصیت فرمائی جس سے ۲۲ سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی جملہ علوم وفنون میں مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھو اب ہمارے خاندان کے اکابر کی جو کتابیں شائع ہوں ان دونوں عالموں (مولانا احمد رضا خاں اور مولانا عبدالقادر بدایونی) کو دکھائی جائیں اور یہ جیسی اصلاح کریں، قبول کی جائے پھر اشاعت ہو۔''

[افکار رضا ممبئی، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۷ء ص ۲۲، ۲۳]

کتاب ''فن شاعری اور حسان الہند'' میں بطور تقریظ حضور نظمی میاں کی تحریر شامل ہے، اس میں آپ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''دنیائے اِرادت میں غالباً یہ پہلا واقعہ ہے کہ **جب ایک مرشد اپنے**

رب کے حضور تحفے کے طور پر اپنے مرید کو پیش کرنے کی خواہش ظاہر کر رہا ہے۔'' [فن شاعری اور حسان الہند، ص ۲۶]

حضور احسن العلماء سید حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ اپنے ایک انٹرویو میں حضور اعلیٰ حضرت کی بیعت کا ذکر فرمانے کے بعد حضور آل رسولِ احمدی علیہ الرحمہ کا مذکورہ فرمان نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور فرمایا الحمدللہ آج میں مطمئن ہوگیا۔ **اب خدا جب مجھ سے قیامت میں پوچھے گا کہ ہمارے یہاں کے لئے کیا لایا تو میں اپنے مولوی احمد رضا خاں (قدس سرہ العزیز) کو پیش کر دوں گا۔''**

[ماہنامہ، استقامت، کانپور، دسمبر ۱۹۷۵ء ص ۱۸]

حضور امین ملت دام ظلہٗ اپنے والد ماجد حضور سید احسن العلما اور عم مکرم سید العلما علیہما الرحمۃ والرضوان اور دادا صاحب حضرت سید آلِ عبا قادری نوری علیہ الرحمہ کے حوالے سے حضور اعلیٰ حضرت کی بیعت کا واقعہ تفصیل سے بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر رقم طراز ہیں۔

''اسی مجلس میں اعلیٰ حضرت کے مرشد سیدی آل رسول قدس سرہ نے ارشاد فرمایا: میاں صاحب ایک فکر عرصہ سے پریشان کیے ہوئے تھی بحمد اللہ آج وہ دور ہوگئی۔ **قیامت میں جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آلِ رسول ہمارے لیے کیا لایا تو میں اپنے مولوی احمد رضا خان کو پیش کردوں گا۔''** [امام احمد رضا نمبر، قاری اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۳۶، ۲۳۷]

حیرت کی بات یہ کہ ۱۷ سال قبل اہلِ سنت کی آواز جو مارہرہ شریف سے نکلنے والا بابرکت سالانہ مجلّہ ہے، اس میں خود آنجناب نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ مگر کیوں کہ طویل عرصہ گزر گیا اس لیے حضرت کو خود کا لکھا ہوا یاد نہیں رہا۔ ہم یاد کرائے دیتے ہیں۔

سید صاحب لکھتے ہیں:

''وہی امام احمد رضا جن کو اپنے جیسا بنانے کے بعد حضور آلِ رسول

احمدی مطمئن ہوگئے، کہ اب اپنے رب کی بارگاہ میں سرخ رو حاضر ہو جاؤں گا اور سوال ہوگا تو اپنے اس مرید بامراد کو پیش کردوں گا۔''

[اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص ۲۷۰]

متذکرہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں صاف ہوگیا کہ حضور اعلیٰ حضرت کو ان کے پیر و مرشد کا خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے کا واقعہ بالکل سچا ہے؛ جس کی گواہی کے لیے کسی مولوی یا کسی پیر کی ضرورت نہیں ہے، بس حضور سیدی آلِ رسول احمدی علیہ الرحمہ کے اہلِ خانہ اور ان کے مقدس شہزادوں کی شہادتیں ہی کافی ہیں۔ ان شہادتوں کے ہوتے ہوئے سید صاحب کا اس واقعہ کو گڑھا ہوا اور، جھوٹا بتاتے ہوئے یہ کہنا کہ

''اور یہ جو باتیں ہیں یہ میرے دادا پر جھوٹ گڑھی گئی ہیں۔ آلِ رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ گڑھا گیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ پیش کردوں گا کہ احمد رضا کو لے کے آیا ہوں، کیسے کیسے جھوٹ۔۔۔ شفیق صحیح کہہ رہے تھے کہ جھوٹ پر پوری عمارت کھڑی کری گئی ہے۔''

اپنے بزرگوں کے تقدس کو پامال کرنا اور انہیں جھوٹا ثابت کرنا ہے۔ اگر سید صاحب ''شفیق'' کے صحیح کو اب بھی صحیح مانیں تو جھوٹ پر پوری عمارت کھڑا کرنے کا الزام کسی اور پر نہیں اپنے گھر والوں پر لگا بیٹھیں گے۔ العیاذ باللہ۔!!

بلکہ اس عمارت کی تعمیر میں حصہ لینے کے سبب خود بھی زد میں آجائیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت:۔

سید صاحب اپنی تقریر میں مسلکِ اعلیٰ حضرت اور ذاتِ اعلیٰ حضرت کی مخالفت کا ازخود اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''شفیق اس مشن پر چل رہا ہے جس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے میرے والد گرامی نے مارہرہ کی گدی کی محافظت میرے سپرد کی تھی۔

ہاں بہت سارے لوگ کہتے ہیں.....

کہ سبطین میاں فلانے مسلک کے خلاف ہیں یا فلانے مولوی صاحب

کے خلاف ہیں۔ میں کسی کا آپریشن کرنے نہیں آیا ہوں۔''

سید صاحب! آپ کے والد گرامی کا مشن ان کی کتابوں سے ظاہر ہے، ان کا ایک بہت بڑا مشن مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ اور اس کی ترویج و اشاعت تھا۔ مگر آپ اپنے والد گرامی کے مشن سے کافی دور ہوتے جا رہے ہیں، جس کا ذکر خود آپ نے یوں کیا ہے:

''بہت سارے لوگ کہتے ہیں
کہ سبطین میاں فلانے مسلک کے خلاف ہیں یا فلانے مولوی صاحب
کے خلاف ہیں۔''

حضرت! فی الوقت آپ کے تعلق سے یہ بات افواہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور خود یہ پوری تقریر اس کی زندہ مثال ہے۔ کہ آپ مسلکِ اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں سرگرم ہیں۔

حالانکہ آپ کے والد گرامی نے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی مخالفت کرنے والوں کو یہ سوغات دی ہے، خود ملاحظہ فرمالیں ۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے لگیں　　نام کے پیرزادوں کے سینے جلیں
وقت پڑنے پہ ان کے ہی فتویٰ پڑھیں　　اور حوالے ان ہی کی کتابوں سے دیں
لے کے نام رضا دشمنوں سے لڑیں　　پھر بھی نام رضا پر وہ جل بھن مریں
نظمی ایسوں کے منہ پر کرو آخ تھو
پھر لگاؤ وہی نعرۂ اللہ ھو
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے دعا فرمائی ہے۔ جو ان شاء اللہ رائیگاں نہ جائے گی۔

مسلک احمد رضا یوں ہی پھلے پھولے سدا
ظلمت بدعت مٹائے اعلیٰ حضرت کا چراغ

[بعد از خدا، ۱۰۰]

اور کسی نے ان کو اعلیٰ حضرت کا مخالف کہہ دیا تو اس انداز میں بددعا دے کر اعلیٰ حضرت کی مخالفت کا انجام ظاہر فرمایا ہے ۔

نظمی کو جو رضا کا مخالف کہے مرتے دم اس کے لب پہ نہ کلمہ رہے
ہمہ دانی کا دعوی ہے جس شخص کو وہ منافق ہے جھوٹا دغاباز ہے

[بعد از خدا، ۱۹۶]

مزید سید صاحب کہتے ہیں کہ:

''ہم ان گلیوں کا پتہ نہیں پوچھتے جہاں پر جانے میں ہمیں انٹرسٹ نہیں ہے۔ ہم ذکر ہی نہیں کرتے ۔ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کیا ہمارے پاس بزرگ کم ہیں۔ بارہ امام ہمارے پاس، ہیں نا، ہم کیوں ایک کو اور وہ بھی ایک ایسا جس کو پتہ نہیں کس نے امام بنایا۔ ہمارے پاس بارہ امام ہیں الحمدللہ۔''

مذکورہ بالا نظریہ سید صاحب کا ہے مگر سید صاحب کے آباء و اجداد کا نظریہ سید صاحب کے بالکل برعکس تھا۔ ان کا معاملہ تو یہ تھا کہ وہ حضور اعلیٰ حضرت کا ذکر کیے بغیر محفل مکمل نہیں سمجھتے تھے ۔انہیں اعلیٰ حضرت سے اس قدر محبت تھی کہ اپنی نجی محفلوں میں بھی ان کا ذکر کرتے رہتے تھے اور یہ بارہ امام تو ان کے بھی تھے مگر انہوں نے اعلیٰ حضرت کو بھی اپنا امام بتایا اور جابجا جتایا بھی۔ تو کیا ان کے پاس بزرگ کم پڑ گئے تھے؟ کیا ان کو نہیں معلوم تھا کہ امام بارہ ہی ہیں، اس سے زیادہ امام بنانے کی اجازت نہیں ہے؟

آئیں ہم اس تعلق سے چند حوالے سید صاحب کے گھر سے پیش کر دیں تا کہ سید صاحب کی تسکین ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت کے ذکر سے متعلق سید صاحب کے والد گرامی علیہ الرحمہ کے درج ذیل دو اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

مارہرہ پر یہ فضل ہے آلِ رسول کا تقریب کوئی سی بھی ہو احمد رضا کی ہے

[بعد از خدا، ۳۲۴]

عرسِ سید ہو کہ ہو عرسِ شہ قاسم کا بزمِ برکات میں بس ذکرِ رضا کا دیکھو

[بعد از خدا، ۳۲۵]

اب سید صاحب ہی بتائیں کہ کیا خانقاہ مارہرہ شریف کی محفلوں میں اعلیٰ حضرت کا ذکر کیا جانا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ ان کے بزرگ کم تھے۔ یا بس اعلیٰ حضرت کی محبت کی بے مثال مثال ہے؛ جو کہیں اور نہیں ملتی۔ یقیناً ایسا ہی تھا۔

اچھا سید صاحب نے یہ جو کہا کہ

''ہم کیوں ایک کو اور وہ بھی ایک ایسا جس کو پتہ نہیں کس نے امام بنایا۔''

سید صاحب آپ کے بڑوں نے، آپ کے گھر والوں نے اعلیٰ حضرت کو امام اہلِ سنت لکھا اور بولا۔ کبھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں رہا مگر آپ کو بھلا کیوں یہ سوجھی؟ اپنے بزرگوں کی روش کے خلاف آپ نے اس طرح کی بات کیوں سوچی؟ خیر یہ آپ جانو، ہم اس کا جواب بھی آپ کے گھر سے پیش کر دیتے ہیں۔

آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ کی یہ تحریر شاید آپ کے کچھ کام آ جائے۔ ہم نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

''ان کی نظریں اس وقت احمد رضا میں خاتم الاکابر شاہ آلِ رسول کو دیکھ رہی ہیں۔ سبحان اللہ کیا طالب اور کیا مطلوب۔ تصرف ہو تو ایسا ایک نظر میں اپنے جیسا بنا دیا۔ حجرۂ شریف میں داخل ہوئے تھے احمد رضا اور جب باہر تشریف لائے تو واقفِ رموز جلیلہ وخفیہ، کاشف غوامض علمیہ حلال مشکلات ماہر علم وفن علامۂ زمن مرجع العلما محی الملت والدین شیخ الاسلام والمسلمین **امام اہلِ سنت** اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت بن چکے تھے۔''

[امام احمد رضا نمبر، قاری اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۳۵]

ایک اور مقام پر حضور نظمی میاں فرماتے ہیں:

''دراصل شاہ آل رسول احمدی کی دور رس نگاہوں نے اپنی مومنانہ

فراست سے یہ دیکھ لیا تھا کہ بریلی کا یہ نوجوان کل دنیائے سنیت کا مجدد اور **علوم ظاہری وباطنی کا امام بن کر چمکے گا** اور اس کے سر پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیابت کا تاج رکھا جائے گا۔ نظمی اپنی ایک نظم میں کہتا ہے۔

یہی تھے وہ خاتم الاکابر کہ جن کے ہاتھوں بکے بریلی کے خان زادے،
کہ جن پہ ناز اں تھے ان کے مرشد، یہی وہ احمد رضا تھے **جن کو علوم ظاہر علوم باطن میں سب نے اپنا امام مانا**، انہیں کی تقلید اس زمانے میں سنیت کی کسوٹی ٹھہری۔

[سہ ماہی افکار رضا ممبئی، اکتوبر تا دسمبر، ۲۰۰۷ء ص ۲۳، ۲۴]

بقول آپ کے والد گرامی کے حضور اعلیٰ حضرت کو ان کے پیر و مرشد، آپ کے جد امجد حضور خاتم الاکابر سید آل رسول احمدی نے امام بنایا تھا۔ اب اپنے جد امجد اور اپنے والد گرامی پر انگشت نمائی مت کر بیٹھنا، ورنہ........

خیر جب یہ ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت کو آپ کے جد امجد نے ہی امام بنایا تو ہم یہ بھی بتا دیں کہ یوں تو بہتوں نے اعلیٰ حضرت کو امام، کہا اور لکھا مگر آپ کے خانوادہ نے اس کو بھی اپنے ہی حصہ میں رکھا اور خاتم الاکابر کے بنائے اس امام کی امامت کا اعلان کتابوں، تقریروں کے ذریعہ کر کے اپنی محبتوں کا ثبوت بھی عطا فرمایا۔ اور ان کے امام اہل سنت ہونے پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی۔ چند مثالیں پیش ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

حضور نظمی میاں حضور اعلیٰ حضرت کی تعریف میں کچھ اس طرح رطب اللسان ہیں:

''مرشد روشن ضمیر نے اپنے پیارے مرید کی پیشانی پر دست قدرت کی لکھی روشن تحریریں پڑھ لیں۔ بریلی کے مقدس گھرانے کا یہ فرد آگے چل کر اس صدی کا مجدد بنے گا، حضور غوث اعظم پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب اور رسول مکرم سرکار دو عالم ﷺ کا وارث ہوگا۔ اس کا سینہ انوار و معارف وعلوم وحقائق لدنیہ کا خزینہ بنایا جائے گا۔ جس

کا ظرف اتنا ہی عالی ہے اس کے لیے عطا میں کیوں کمی کی جائے۔ دینے والے مجسم عطا، لینے والے سراپا رضا۔ سونا تو پہلے ہی تھے طریقت کی آنچ ملی تو کندن ہو گئے۔

سلام اس پر کہ جسے حرمین محترمین کے مفتیانِ کرام وائمہ حرمین عظام و جمیع علمائے اسلام نے عالم علامۂ کامل، استاد ماہر، مجاہد، معزز، باریکیوں کا خزانہ، محفوظ، برگزیدہ، گنجینۂ علوم کے مشکلات ظاہر و باطن کا کھولنے والا، دریائے فضائل علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک، امام، پیشوا، روشن ستارہ، اعدائے اسلام کے لئے تیغ براں، استاد معظم، دریائے ذخار، بسیار فضل، دلیر، بلند ہمت، ذہین، دانش مند، بحر ناپیدا کنار، شرف وعزت والا، صاحب ذکاء، ستھرا، کثیر الفہم، یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ، اس صدی کا مجدد، زبردست عالم، عظیم الفہم، جن کی فضیلتیں وافر، بڑائیاں ظاہر، علم کا کوہ بلند، زبان والا، حاوی جمیع علوم، وارث نبی، مایۂ افتخار علما، مرکز دائرہ علوم، حامی شریعت، فخر اکابر، آفتاب معرفت، کریم النفس، عالم باعمل، عالی ہمم، نادر روزگا، خلاصۂ لیل ونہار کے نام سے یاد کیا۔ سلام اس پر کہ جسے اللہ عزوجل نے محض اسلام کی حمایت اور دین کی تجدید کے لئے پیدا فرمایا جس نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی تشنگان بادیہ ضلالت کے لئے رشد و ارشاد کے دریا بہائے جس نے عمر بھر دین کے رہزنوں اور ایمان کے ڈاکوؤں سے مقابلہ فرمایا۔'' [امام احمد رضا نمبر، قاری اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۳۵]

سید حسن میاں لکھتے ہیں:

''نجومیوں، ہیئت دانوں کا قول، جنتریوں کی اٹکلیں، ریڈیو، ٹیلیفون اور تار کے اخبار اور افواہ بازاروں میں سے کوئی بھی اثبات رویت ہلال میں شرعاً قابلِ اعتبار نہیں جیسے بے دینوں بد دینوں رافضیوں نیچریوں

وہابیوں وغیرہم کی گواہیاں۔ ان مسائل میں کافی و وافی تحقیق اعلیٰ حضرت **امام اہل سنت** مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے مبارک فتویٰ ازکی الاہلال وغیرہ میں ہے۔''

[اہل سنت کی آواز جلد دوم۔ حصہ ۸و۹، ص ۴۱]

احسن العلماء اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جنہیں آپ نہیں بلکہ آپ سے بہت پہلے سے **عرب وعجم** اپنا **امام** مان رہا ہے سبحان اللہ **وہ امام** ہیں علیہ الرحمۃ والرضوان۔ ....وہ فرما رہے ہیں جو مجدد مائۃ ماضیہ تھے جو اپنے وقت کے امام تھے، امام علم وفن تھے۔'' [یادحسن ص ۳۴۷]

''حضور احسن العلماء کو تاج العلماء نے جو خلافت عطا فرمائی ہے، اس خلافت نامے میں اعلیٰ حضرت کو دو مقام پر **امام اہلِ سنت** لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ [یادحسن ص ۳۹، سیدین نمبر، ص ۲۵۷]

مذکورہ بالا حوالہ جات سے صاف ہے کہ اعلیٰ حضرت کو امام کس نے بنایا اور کب بنایا اور کیوں بنایا۔ نیز مذکورہ بالا عبارات میں ان سارے سوالات کے جوابات موجود ہیں جو سید صاحب نے کیے ہیں۔ محبت کی عینک لگا کر اگر مطالعہ کیا جائے گا تو ان شاء اللہ شکوک وشبہات کے قید و بند کھلتے نظر آئیں گے۔

اعلیٰ حضرت سے مشائخ مارہرہ کی محبت

سید صاحب اعلیٰ حضرت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں:

''کچھ لوگ حجت پیش کر سکتے ہیں بھائی ایسا ہے کچھ بزرگوں نے ایسا

بھی کہا ہے کہ اعلیٰ حضرت اے ٹی ایم ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ اے ٹی ایم ہیں اور اے ٹی ایم کا کیا حال ہے وہ نوٹ بندی میں آپ نے دیکھ ہی لیا۔ اے ٹی ایموں کا کیا حال ہوا ہے کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ یہ سب باتیں جذباتی ہوتی ہیں۔ کوئی اے ٹی ایم، وے ٹی ایم نہیں ہے، ہاں صحیح بتا رہوں میں آپ سے۔ مذہبی بلیک میل کرنے کے لئے سب یہ نام استعمال کیے جاتے ہیں۔''

سید صاحب کے مذکورہ بالا جملوں میں صاف طور پر حضور اعلیٰ حضرت کی توہین کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ مگر ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے، ہاں البتہ ہم یہاں یہ باور کرا دیں کہ حضور اعلیٰ حضرت کو اے ٹی ایم کہا گیا مگر حسنِ اتفاق کہ کہنے والا کوئی سستا ملّا یا کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا نہیں ہے بلکہ خانوادۂ برکاتیہ کا وہ مقدس سجادہ ہے جسے دنیائے سنیت میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کا امین ومحافظ مانا جاتا ہے۔

یعنی امین ملت حضور امین میاں دامت برکاتہم القدسیہ جو اپنے والد گرامی حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کا حق نیابت صحیح طور ادا کرتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت اور ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ جو سید صاحب کے چچا بھی ہیں۔ وہ ۱۴ر مئی، ۲۱۰۶ء کو امان سوسائٹی سورت گجرات میں اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں:

''ہمیں جو عقیدہ ملا ہے وہ مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اس کو سن کر ہم لوگ تو بہت خوش ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسے کم نصیب بھی ہیں کہ جن کے ماتھے پر شکنیں پڑ جاتی ہیں۔ میں آپ کو گارنٹی سے بتاتا ہوں جو اپنے آپ کو سنّی کہتا ہے امام احمد رضا اس کی مذہبی ضرورت بھی ہیں اور اس کی معاشی ضرورت بھی ہیں۔ امام احمد رضا ایک اتنا بڑا اے ٹی ایم ہے بلاتشبیہ، اور اس اے ٹی ایم میں کارڈ نہیں لگانے کی ضرورت ہے۔ ہر اے ٹی ایم میں کارڈ لگتا ہے۔ کارڈ جب پنچ ہوتا ہے تو اس میں سے پیسہ نکلتا ہے۔ امام احمد رضا کے اے ٹی ایم سے سب فیض اُٹھا رہے

ہیں۔ فیض بھی اٹھا رہے ہیں اور امام احمد رضا میں کیڑے بھی نکال رہے ہیں۔ لیکن اللہ کا شکر ہے ہمیں اپنے باپ دادا سے فاضل بریلوی کا عشق ورثہ میں ملا ہے۔''

اور سید صاحب کا یہ کہنا کہ

''مذہبی بلیک میل کرنے کے لئے سب یہ نام استعمال کیے جاتے ہیں۔''

تو سید صاحب اس معاملے میں بھی آپ کے گھر والے زد میں آئیں گے کیوں کہ حضور اعلیٰ حضرت سے بے پناہ محبت اور اکثر ان کا ہی نام لینا آپ کے گھر والوں کا وطیرہ رہا ہے۔ آئیں ایک دو مثالیں پیش ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت کا نام لینے سے متعلق حضور سید العلماء کا یہ قول کام آئے گا، ملاحظہ فرمالیں:

''عاشق خانوادۂ رسول **امام احمد رضا** خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارے میاں جبھی تو ہم کہا کرتے ہیں اعلیٰ حضرت کا دامن (سامعین، نہیں چھوڑیں گے) یوں ہی تھوڑی کہہ دیا کرتے ہیں کسی اتو بتو کے متعلق نہیں کہتے ہیں۔ کسی خیرو چپو کے متعلق نہیں کہتے ہیں۔ کسی بازارگشت کے متعلق نہیں کہتے ہیں۔ کسی فٹ پاتھی کے متعلق نہیں کہتے ہیں۔ بلکہ اعلیٰ حضرت کے متعلق کہتے ہیں۔ صبح تم سن چکے میرے بھتیجے نے کہا ہے، خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا......**ہمارے بچوں کی زبانیں کھلتی ہیں تو اللہ اور اللہ کے رسول کے نام کے ساتھ ساتھ سبحان اللہ اعلیٰ حضرت کا نام زبان پر بچپن ہی سے آجاتا ہے** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔'' [یادحسن ۳۵۵]

اب سید صاحب کیا کہنا چاہیں گے کہ یہاں بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت کا نام زبان پر آجاتا ہے تو کیا یہ مذہبی بلیک میل کرنے کے لئے ہے سب کچھ؟

سید صاحب کے والد حضور نظمی میاں اپنے والد کے حوالے سے فرماتے ہیں

''حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو چشم و چراغ خاندان برکاتیہ کا لقب عطا فرمایا۔ میرے والد ماجد سید العلماء مولانا مولوی مفتی حافظ قاری الحاج سید آلِ مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے سچے عاشق تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے **علماء متقدمین و فقہاء محدثین کا علم واجتہاد اور ان کی عظمت وفضیلت سر آنکھوں پر ہمیں تو اپنے اعلیٰ حضرت ہی کافی ہیں۔ خاندانِ برکاتیہ آج بھی اپنے ساتھ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی نسبت کو باعث صد افتخار سمجھتا ہے ہماری محفلیں، ہمارے اعراس آج بھی بریلی والے بڑے مولانا صاحب کے نعتیہ کلام سے گونجتے ہیں۔ ہم آج بھی سینہ ٹھونک کر اعلان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت ہمارے ہیں اور ہم اعلیٰ حضرت کے ہمارے وظائف و ادعیہ آج بھی اسی دعا پر ختم ہوتے ہیں۔ جاری رہے تا روز جزا سلسلہ اعلیٰ حضرت کا، فیضان اعلیٰ حضرت کا۔**''

[امام احمد رضا نمبر، قاری اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۳۷]

پروفیسر سید جمال الدین اسلم برکاتی صاحب قبلہ جو احسن العلماء علیہ الرحمہ کے بھانجے اور سید صاحب کے ماموں ہیں، وہ اپنے پیر ومرشد حضور احسن العلماء کی الفت اعلیٰ حضرت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میرے اعلیٰ حضرت، میرے اعلیٰ حضرت یہ تو حضور مرشد اعظم کا جیسے تکیہ کلام ہو۔'' [اہلِ سنت کی آواز، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص ۱۶]

حضور احسن العلماء نے وقتِ وصال حضور رفیق ملت نجیب میاں صاحب قبلہ سے فرمایا:

''بیٹا امام احمد رضا کو جانتے ہو؟ نجیب میاں نے جواب دیا: پاپا اعلیٰ حضرت کو کون نہیں جانتا۔ فرمایا بس ان کا دامن کبھی نہ چھوڑنا۔''

[یادحسن ۲۹۳]

سید صاحب اپنے والد گرامی حضور نظمی میاں کے درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ

فرمالیں، جو نظمی میاں کی حضور اعلیٰ حضرت سے، ان کے شہر سے اور ان کے نام سے محبت کی غمازی کررہے ہیں۔

نام اعلیٰ حضرت پر جاں نثار کرتے ہیں — ہاں ہمیں بریلی سے ایسی ہی عقیدت ہے

[بعد از خدا، ص ۳۰۷]

شہر بریلی تجھ پر فضل ہے نوری کا — آج بنا تو مرکز اہلِ سنت ہے

[بعد از خدا، ۳۲۳]

مرکز ہے سنیت کا بریلی کا شہر پاک — چمکائی ہے رضا نے شریعت رسول کی

[بعد از خدا، ۱۶۱]

احمد رضا سے الفت سید میاں نے دی ہے — ہاں ہاں بریلویت سید میاں نے دی ہے

[بعد از خدا، ۳۳۵]

مسلک اعلیٰ حضرت

مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ کرتے ہوے سید صاحب کہتے ہیں کہ

''دیکھو ایک بات سنو مسلک میرے دادا نے دیا یہ جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ٹٹ پنجیاں ہاتھ میں لیے پھر رہے ہیں لوگ یہ جھنجھنا، یہ جھنجھنا ہاتھ میں کھلونا تھمایا ہے میرے دادا آلِ مصطفیٰ نے سمجھے، اور یہ بدمذہبوں کے خلاف علی کی تلوار بنا کے تھمایا تھا۔ اور جب ہم نے دیکھا، کہ یہ تلوار سے ہٹ کر جھنجھنا بن گیا ہے۔ تو ہم نے ہاتھ سے چھین لیا۔ کہ لاؤ واپس کردو ہمارا، ہاں، کل شی یرجع الیٰ اصله، اور ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ مارہرہ سے مسلک نکلا تھا اور مارہرہ سے یہ مسلک نکلے گا۔ اور مارہرہ ہے سید شاہ برکت اللہ کی نگری، جہاں کا مسلک ہے انسانیت۔ جہاں کا مذہب ہے محبت۔ اور جہاں کا دین ہے اعلیٰ انسانی قدروں کی تبلیغ کرنا۔

اور ہم بتادیں حضرت کو کہ حضرت آپریشن بیمار کا کیا جاتا ہے، اور جب وہ بیماری کینسر ہو تو اس ٹکڑے کو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے یہ مسلک کینسر بن گیا تھا برکاتیت میں اس لئے ہم نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔''

سید صاحب نے جس طرح مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بیان بازی کی ہے وہ یقیناً افسوس ناک ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت پر کسی کو کلام نہیں ہے۔ سید صاحب کے بزرگوں کی مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق خدمات اہل سنت سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کو کینسر بتا کر کاٹنے سے پہلے سید صاحب کو سوچنا چاہیے کہ آپ کے اکابر نے اس کو دین حق سے تعبیر کیا ہے، اور دین کو کینسر سے تعبیر کرنا خود بدعقیدگی کے کینسر سے کم نہیں ہے۔ اور جب تمام اہل سنت اور خاص کر مشائخ مارہرہ مقدسہ نے صاف کردیا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت دین حق ہی کا نام ہے۔ تو دین پر آپ کی اجارہ داری نہیں ہے اور بھی ہیں دنیا میں۔ خود آپ کے خانوادہ کے آپ کے بڑے موجود ہیں جو اَب بھی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی حمایت میں سرگرم ہیں۔ اور آپ کے مرکز عقیدت بلگرام شریف، مسولی شریف اور کالپی شریف کے مشائخ بھی موجود ہیں جو الحمد للہ مکمل مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت اور دن رات مسلک کی ترویج واشاعت میں کوشاں ہیں۔ ان سے بڑھ کر تو سید صاحب طبیب نہیں ہوسکتے، جو کینسر کی تشخیص کر کے اسے کاٹنے کی فکر میں پڑ گئے ہیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت دین حق ہے اور دین کبھی کینسر نہیں ہوتا، ہاں البتہ اس سے منسوب کچھ لوگ بھلے ہی عقیدے اور عمل کے اعتبار سے کینسر جیسے ایمان لیوا مرض میں مبتلا ہوجائیں۔ تو اس سے دین پر کیا حرف آسکتا ہے۔ آئیں ہم مسلک اعلیٰ حضرت کی تعریف اور اس کی حمایت میں سید صاحب کے گھر سے چند حوالے پیش کرتے ہیں، تاکہ مسلک اعلیٰ حضرت کو کینسر بتانے سے پہلے سید صاحب سوچ لیں کہ اس کینسر میں کہیں ان کے بڑے تو مبتلا نہیں ہے۔ العیاذ باللہ۔

اب ہم یہاں مسلک اعلیٰ حضرت کے دین حق ہونے، مذہب مہذب ہونے، مذہب اہلِ سنت ہونے پر مشائخ مارہرہ شریف سے چند حوالے پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

سید محمد اشرف صاحب قبلہ یادِ حسن میں اپنے والد گرامی حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کی مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی اور محبت کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہیں:

''مسلکِ اعلیٰ حضرت سے ان کا لگاؤ اس قدر گہرا تھا کہ اپنے وصال سے کچھ دن پہلے انہوں نے اپنے بیٹوں کو اپنی جائداد کے بارے میں نہیں بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ اور ترویج کی وصیت کی۔ وہ مسلک اعلیٰ حضرت کو اُسوۂ صحابہ، ارشاداتِ امام اعظم، طرز غوثِ پاک اور طریقہ صاحب البرکات سے جدا تصور نہیں کرتے تھے۔'' [یادِ حسن ص ۱۶]

مزید اپنے والد گرامی کی وصیت سے متعلق فرماتے ہیں:

''وصال سے چند روز قبل اپنے بیٹوں کو وصیت کی میرا کوئی مرید اگر مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ جاے تو پھر مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔'' [یادِ حسن ص ۴۱]

سید صاحب کے والد گرامی حضور نظمی میاں فرماتے ہیں:

یہ دینِ سید عالم کی خدمت کی سعادت ہے
کہ دنیا بھر میں ہے مشہور مسلک اعلیٰ حضرت کا
امام احمد رضا سے جلتے ہیں جو نام کے سید
انہیں بھاری پڑے گا حشر میں دعویٰ سیادت کا

[اہلِ سنت کی آواز، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص ۹۹]

پروفیسر سید جمال الدین اسلم برکاتی صاحب قبلہ لکھتے ہیں:

''خانقاہِ برکاتیہ سے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا جو سلسلہ جاری ہے وہ ایک موروثی فریضہ ہے۔ دراصل مسلک اعلیٰ حضرت خانقاہ برکاتیہ کا عظیم ترین علمی و دینی تحفہ وورثہ ہے، جو ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور ان شاء اللہ منتقل ہوتا رہے گا۔''

[اہلِ سنت کی آواز، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص ۳]

حضور امین ملت فرماتے ہیں:

''نوری دادا، نے اعلیٰ حضرت کو چشم و چراغ خاندانِ برکاتیہ فرمایا اور کہا کہ اس دور میں سنیت کی کسوٹی مولانا احمد رضا خاں صاحب ہیں۔ اعلیٰ حضرت اور خاندانِ برکاتیہ کے تعلقات مثالی ہیں۔

نوری دادا میرے مرشد برحق تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی رضی اللہ عنہ عم محترم حضور سید العلماء نے اپنی پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لئے وقف فرمادی۔ خاندان برکاتیہ کا بچہ بچہ مسلک اعلیٰ حضرت کا شیدائی ہے۔ ہماری نجی مجالس ہوں یا عوامی جلسے ہر جگہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت ہی ہم لوگوں کا نصب العین اور مطمح نظر ہوا کرتا ہے۔ اس ضمن میں اپنے عم محترم حضور سید العلماء قدس سرہ کا یہ شعر مجھے بار بار یاد آرہا ہے۔

حفظ ناموسِ رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یاالٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

[امام احمد رضا نمبر، قاری اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۳۶، ۲۳۷]

رفیق ملت سید نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ مدیر اعلیٰ اہلِ سنت کی آواز مارہرہ شریف، فرماتے ہیں:

''مسلک اعلیٰ حضرت جو اصل میں مسلک حق اور قدیم مذہب مہذب اہلِ سنت کو مضبوط تر کرنے کا نام ہے اس کی حفاظت اور ترویج و اشاعت کے لیے آج بھی ذمہ دارانِ خانقاہ پروقار طریقے سے سعی کررہے ہیں۔'' [اہل سنت کی آواز نومبر، ۲۰۰۹ء ص ۱۲]

سید صاحب کیا یہ کہنا کہ

''اس مسلک کے نام پر کبھی بدایوں والوں سے دشمنی لی جارہی ہے، کبھی کچھوچھہ مقدسہ والوں سے دشمنی لی جارہی ہے، کبھی مکن پور شریف سے

دشمنی لی جارہی ہے ،کبھی دعوت اسلامی کوگمراہ کہاجارہاہے،کبھی سنی دعوت اسلامی کوگمراہ کہاجارہاہے۔کبھی الجامعۃ الاشرفیہ کے اوپر تہمتیں لگائی جارہی ہیں۔اور اس سے ہٹ کر پیر خانے پر چڑھائی کی جارہی ہے۔تو یہ کینسر نہیں ہوتو اور کیا ہوا۔
کاٹ کے پھینک دیا ہم نے۔"

تو ہم سید صاحب سے عرض کریں گے کہ اپنی خانقاہی لائبریری میں کچھ دن گزاریں اور اپنے آباء اجداد کی کتابیں پڑھیں،ہمیں یقین ہے کہ پھر اس طرح کے شوشے ذہن میں کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔ہم بس اتنا عرض کرتے چلیں یہاں پر کہ سید صاحب اعلیٰ حضرت کے دورِ مبارک میں جتنے بھی اختلافات رہے ہیں ان کی از سرِ نو تحقیق کریں تو پتہ چلے گا کہ ہر اختلاف میں بریلی اور مارہرہ کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔بدایوں مقدمہ میں مارہرہ شریف بریلی شریف کے ساتھ،لکھنؤ فرنگی محل کے خلاف دونوں ساتھ۔رامپوری علما کے خلاف دونوں ساتھ۔الغرض جتنے بھی اختلافات اعلیٰ حضرت کے دورِ مبارک میں ہوے مارہرہ شریف کا اس میں وافر حصہ رہا ہے۔تو ان اختلافات کی آڑ لے کر اعلیٰ حضرت کی مخالفت کرنے سے پہلے اپنے گھر میں جھانک لیں تو بہتر ہوگا۔کچھوچھہ مقدسہ، اشرفیہ مبارکپور،مکن پور اور جس جس کی مخالفت بریلی شریف سے ہوئی ہے،ان کے تعلق سے اپنے گھر کی لائبریری دیکھ لیں۔آپ کے والد گرامی اور ان کے والد اور دیگر مشائخ مارہرہ آپ کو بریلی شریف کے ساتھ ہی نظر آئیں گے۔تو بریلی شریف پر حملہ کرنے سے پہلے کافی غور وخوض کریں کہ کہیں خود آپ اپنے گھر کے تقدس کو پامال کرنے تو نہیں چلے ہیں۔امید ہے جوابی حملہ سے گریز فرما کر فقیر کی باتوں پر غور فرمائیں گے۔

حدیث افتراق اُمت

سید صاحب کہتے ہیں:

"علما کی موجودگی میں مَیں ایک اور گانٹھ کھولنا چاہتا ہوں سستے مقرر

منبروں پر کھڑے ہو کر سنیوں کی مجلسوں میں ایک روایت رسول اللہ ﷺ پہ جھوٹ باندھتے ہیں۔معلوم ہے کون سی روایت باندھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور بہتّر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ جو ہے وہ جنت میں جائے گا۔سبحان اللہ۔جس رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک کرنے کے لیے بھیجا ہے،جس رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عالم والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔سوچو ذرا رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعلمین ہیں۔ان کے بارے میں مولوی کیا کہہ رہا ہے کہ سرکار نے فرمایا ہے۔
کہ بہتر فرقے ان کی امت کے جہنم میں جائیں گے۔
نائن ٹی نائن پرسنٹ سرکار کے نام لینے والے جہنمی ہوں گے۔کبھی سمجھا اس بارے میں مولوی صاحب بول کر چلے گئے اور تم نے کہا سبحان اللہ کیا بات ہے۔سرکار کی امت جو ہے فرقوں میں بٹ جائے گی۔مولوی صاحب نے دیا اور تم نے لیا۔اور دیکھا بھی نہیں کہ مولوی صاحب نے کیا دیا ہے تمہیں۔امرت دیا ہے کہ زہر دیا ہے۔سو سال ہو گئے زہر کھاتے کھاتے تم کو۔رگوں میں زہر دوڑ گیا ہے تمہارے ....اور سنو! یہ پروگرام لائیو ہو رہا ہے لائیو، ریلے ہال میں یہ نہیں کہ کسی بستی میں بول رہا ہوں یہ بات،الحمد للہ ہم کسی کے باپ سے نہیں ڈرتے۔ہم زیدی ہیں،زیدی امام زید کی اولاد ہیں ہم۔اور حق بولنے میں زیدی کسی کے باپ کی پرواہ نہیں کرتے۔....کان کھول کر سن لیں دنیا والے بہت ہو گیا ہمارے نانا احمد مختار ﷺ پر جھوٹ باندھنا۔ ہمارے نانا انسان کو ملانے آئے تھے ایک دوسرے سے، انسان کو الگ کرنے نہیں آئے تھے۔اس قسم کی گھڑی ہوئی روایتیں بیان کر کے مسلمانوں

کو،آج وہ دن آ گیا کہ دوسرے مسلمانوں کو ٹیررسٹ کہنے لگے۔سوچو ذرا اس بات کو فرقہ وارانہ فرقہ واد کیا مطلب ہوتا ہے فرقہ واد کا، نبی کہہ رہا ہے، ہمارا رسول کہہ رہا ہے۔
من قال لاالہ الااللّٰہ فدخل الجنۃ،
جس نے کلمہ لاالہ الااللّٰہ محمدرسول اللّٰہ
پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔اور مولوی کیا کہہ رہا ہے اور مولوی کہہ رہا ہے کہ کلمہ پڑھنے والوں پر تم بھروسہ مت کرو۔اللہ اکبر سوچو تمہیں نبی کی ماننی ہے یا ملاّ کی ماننی ہے۔بار بار یہی ہوا کہ جب نبی کی ماننا چھوڑ دی اور مولوی کی ماننا شروع کر دی تبھی تو یہ الگ الگ فرقے بٹے، الگ الگ فرقے اس لیے بنے یہ سلسلوں کی لڑائی بھی کیسے شروع ہوئی ایسے شروع ہوئی، یہ برکاتی یہ فلانے اور ڈھماکے اور ھماکے یہ کیسے شروع ہوئے ایسے شروع ہوے یہ مولویوں نے کرنا شروع کیا۔اللہ اکبر۔"
اور آگے جا کر کہتے ہیں:
"فرقے والی حدیث ہے اس کے چلیے میں آپ کو اس کے بارے میں بتا دوں ورنہ پھر ہوسکتا ہے کہ ذہن میں کچھ بات رہ جائے۔اس حدیث کے بارے میں علمائے کرام نے فرمایا خصوصی طور پر ان کا نام میں بتا رہا ہوں جنھوں نے فرمایا بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔ان کا نام ہے حضرت ابن وزیر وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جو ہے جس میں سرکار کی طرف منسوب کر کے بتایا جاتا ہے کہ سرکار نے فرمایا کہ بہتر دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔
کلھا فی النار الاواحدۃ. یہ جو جملہ ہے یہ اصلی حدیث میں موجود

ہی نہیں ہے۔یہ فرماتے ہیں علامہ ابن وزیر صاحب رحمۃ اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ۔فرماتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے جو دشمن ہیں جو ملاحدہ جو مسلمان میں فتنہ پیدا کرنا چاہتے تھے یہ ان لوگوں نے حدیث کی کتابوں میں جملے کو جوڑا۔تاکہ مسلمان ایک دوسرے پر شک کرنے لگیں اور ان کی صفوں میں اختلاف پیدا ہو جائے۔اب سوچو اس کے بعد اس پورا اورڈن دیتے ہیں......تم کو لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا ہے۔اب مثال کی طور پر تم لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے باہر نکلے تم نے کہا کسی غیر مسلم سے تم نے کہا آئیے یہ دیکھئے گھر ہے اس گھر میں آپ داخل ہو جائیے آپ کا بڑا فائدہ ہوگا تو وہ کہے گا کیا فائدہ ہے صاحب تو آپ اس سے کہیں گے کہ یہ گھر ایسا گھر ہے کہ اس گھر میں تہتر لوگ رہ سکتے ہیں۔اور اس گھر کا فائدہ یہ ہے کہ صبح ہوتے ہوتے اس میں ایک شخص ایسا ہوگا تہتر میں جس کو روے زمین کی ساری بادشاہت عطا ہو جائے گی۔وہ پوچھے گا اچھا وہ جو باقی کے بہتر ہیں ان کا کیا ہوگا کہنے لگے باقی کے بہتر کا معاملہ یہ ہوگا کہ صبح ہوتے ہوتے سب کی گردن اڑا دی جائے گی۔اب مجھے بتاؤ اس قسم کی دعوت پر کیا کوئی بھی شخص اس گھر میں داخل ہونے کو تیار ہوگا۔پہلے ہی تم جا کے بول رہے ہو کہ بھیا اسلام ایسا دین ہے جس میں تہتر فرقے ہیں۔تو کون غیر مسلم تمہارے یہاں اسلام میں آئے گا۔کوئی آئے گا اور تم کیا بول رہے ہو کہ بہتر فرقے ہمارے دین میں ایسے ہیں جو جہنمی ہو جائیں گے جہنم میں جانے والے ہیں نرگ واسی ہیں وہ کہے گا یار وہ کہے گا یار پتہ نہیں میں بہتر میں سے ہوں یا تہتر واں ہوں میں۔لوجیکل بات سوچئے۔جو ہمارے بزرگوں نے جو ہمارے محدثین نے بتائی ہے۔وہ

بات سوچیے۔ آج کل کا زمانہ وہ نہیں رہا کہ مولوی صاحب کچھ بھی بول کر نکل گئے تو پبلک اس کو قبول کر لے گی۔ نہیں آج کل کتابیں اوپے لیبل ہوگئی ہیں مارکیٹ میں۔ اور لائبریریس کے اندر۔ پوری دنیا انٹرنیٹ کے ذریعہ ویب کے ذریعہ ولڈ وائڈ ویب کے ذریعہ آپس میں جڑ گئی ہے۔ اور پوری دنیا والوں کو پتہ چل جاتا ہے۔''

سید صاحب نے اس پوری گفتگو میں کس طرح حدیث افتراقِ اُمت کا انکار کیا ہے، صرف ایک غیر معروف محدث کا حوالہ دے کر ہزاروں کتابوں اور محدثین وفقہا وعلما ومشائخ پر کس طرح زوردار حملہ کیا ہے، اس کا اندازہ سید صاحب کو نہیں ہے۔ سید صاحب اگر حدیث کی معتبر کتابیں اور اکابر محدثین کی معتبر ومستند تحریرات، فقہا کی صاف عبارتیں، صوفیا کے ظاہری اقوال اور خاص کر مشائخ مارہرہ شریف کی تعلیمات کا ایک بار مطالعہ کر لیتے تو یہ بے چارے مولوی حضرات سید صاحب کے غضب کا شکار نہ ہوتے اور ان پر حضرت کے عتاب کا نزلہ نہ گرتا۔ فرقہ واد کو مولویوں کی روش بتانے سے پہلے مارہرہ شریف کی لائبریری میں جا کر اپنے اکابر کی کتابیں اُٹھا کر ورق گردانی کر لیتے تو پتہ چل جاتا کہ کس طرح فرقہ در فرقہ مخالفتیں اس میں درآئی ہیں۔ اکابر مارہرہ نے کس طرح بہتر فرقوں کی بیخ کنی کی ہے اور کس طرح ان کی بخیہ دری کرتے ہوئے اہلِ سنت کی محافظت فرمائی ہے۔ سید صاحب نے اپنا لوجک بیان کر دیا مگر اپنے اکابر کا لوجک بھول گئے۔ سستے مقرر کہہ کر خود اپنے اکابر پر حملہ کرنا بھی عجیب لوجک ہے، ایک دو مولویوں کی ناقص تحقیقات سے سید صاحب اتنا مرعوب ہوئے کہ خود اپنے گھر کی تعلیمات پسِ پشت ڈال دیں، اور سستے مولوی مقرر، کہہ کر خود اپنے بزرگوں کے تقدس کو پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

آئیں بہتر فرقوں کے جہنمی ہونے اور ایک کے جنتی ہونے پر، خود سید صاحب کے گھر سے شہادتیں پیش کر دیں کیوں کہ سید صاحب کسی مُلّا کی تو مانیں گے نہیں مگر اُمید ہے ابا اور دادا کی تو مانیں گے۔ مُلّا سے پتہ نہیں سید صاحب کو کون سا بیر ہے۔ خیر ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری علیہ الرحمہ ''سراج العوارف فی الوصایا والمعارف'' کے دوسرے لمعہ کے ساتویں نور میں فرماتے ہیں:

''و بہ عقائد اہلِ سنت و جماعت محکم پے باش کہ ہمیں یک فرقہ از ہفتاد و سہ ملت ناجی ست باقی ناری..... ھکذا افاد جدنا الامجد سیدنا السید عبد الواحد قدس سرہ فی سبع سنابل''

[سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، فارسی ص۲۲ مطبع وکٹوریہ پریس بدایوں]

حضور امین ملت امین میاں مارہرہ شریف اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

''جماعت اہلِ سنت کے عقیدوں پر مضبوطی سے جمے رہو۔ کہ تہتر فرقوں میں سے یہی فرقہ نجات پائے گا، باقی سب دوزخی ہیں۔.... فقیر کے جدِ اعلیٰ حضرت سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ نے سبع سنابل میں یہی تحقیق فرمائی ہے۔''

[سراج العوارف مترجم۔ ص۵۰، ۵۱]

سبع سنابل شریف جس کے حوالے سے حضرت نوری میاں نے ذکر کیا اس کا ذکر یہاں غیر مناسب نہ ہوگا، کیوں کہ حضور سید میر عبد الواحد بلگرامی مارہرہ مقدسہ کے پہلے بزرگ ہیں، سید صاحب کے اجداد میں شامل ہیں۔ اور یہ ان کی معتبر کتاب ہے جس کی معتبر و مستند ہونے پر ہمیں یقین ہے سید صاحب کو شک نہ ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں:

''پیغامبر ﷺ فرمودہ امت من ہفتاد و چند گروہ باشد و رستگاہ از میان ایشان یک گروہ بود پرسید ند یا رسول اللہ آن گروہ کدام است فرمود علیہ الصلاۃ والسلام اہل سنت و جماعت''

''پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری اُمت ستر اور چند یعنی (تہتر) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں نجات پانے والا صرف ایک گروہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا گروہ ہوگا؟ فرمایا اہلِ سنت و جماعت۔'' [سبع سنابل شریف، مطبع نظامی واقع کانپور، ص۵]

حضرت آلِ مصطفیٰ سید میاں قبلہ علیہ الرحمہ مرتب اہلِ سنت کی آواز مارہرہ شریف سفر بہار کی تفصیلی روداد بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر افتراقِ امت سے متعلق اپنے ایمان افروز باطل سوز خطاب کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''وہ صراط مستقیم جو سورہ فاتحہ اور حدیث ما انا علیہ و اصحابی میں بالاجمال بیان کی گئی تھی اس آیہ کریمہ میں اسی کی تفصیل فرمائی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ بندہ رکوع وسجود کر کے رضائے خداوندی طلب کرتا ہے اور خدائے برتر رضائے محمد چاہتا ہے (ﷺ) تو جس بندے نے محمد رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ ناراض کر دیا اس کے رکوع وسجود ہرگز رضاء خداوندی کا باعث نہ بن سکیں گے۔ اس سلسلہ میں وہابیہ دیوبندیہ اور ان کی چمر توحید کا رَد کیا پھر حضور اقدس ﷺ کے فضائلِ جلیلہ بیان کرتے ہوئے واقعاتِ قیامت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اس دن مواقع و مخالف سب انہیں کا دَم بھرتے ہوں گے اور بہتر گمراہ پارٹیاں بھی شفاعتِ عامہ سے حصہ لینے پر مجبور ہوں گی پھر حدیث افتراق اُمت بیان کرتے ہوئے سنّی مسلمانوں کو ان سے علاحدہ رہنے اور صرف فرقہ ناجیہ اہلِ سنت وجماعت کا ہی ساتھ دینے کی تلقین کی۔''

[اہل سنت کی آواز، حصہ دہم، ص۱۱]

مارہرہ مقدسہ کے مشہور و معتبر رسالہ ''اہل سنت کی آواز'' سے محترم قاری محمد اکبر صاحب برکاتی کی تحریر بھی یہاں نقل کرنا غیر مناسب نہ ہوگی۔ لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کا فرمان ہے میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جس میں صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہوگا باقی جہنمی ہوں گے۔ ناجی فرقہ وہ ہوگا جو سرکار دو عالم ﷺ اور صحابہ کے راستے پر ہوگا اور قرآن عظیم اور اہلِ سنت کرام کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوگا وہ فرقہ ہے اہل سنت

والجماعت۔ باقی فرقے والے انبیا و اولیا سے حسد کریں گے اور ان کے خلاف بغاوت کریں گے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ حسد کے عدد بھی بہتر ہیں۔'' [اہل سنت کی آواز مارہرہ شریف، اکتوبر ۱۹۹۷ء ص۳۱۴]

سید صاحب کے والد گرامی علیہ الرحمہ کی تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں، جو حضرت نے ''تہتر میں ایک'' نامی کتاب میں بطور تقریظ عطا فرمائی تھی۔

''صرف ہم ہی حق پر ہیں، یہ بات آج سے نہیں بلکہ ایک زمانے سے چلی آرہی ہے۔ قرآن شریف میں بھی تقریباً اسی طرح کا دعویٰ کرنے والے دو فرقوں یہود و نصاریٰ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کے جھرمٹ میں فرمایا:

وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلھم فی النار الاملة واحدة.

یعنی بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور عن قریب میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، جن میں ایک کو چھوڑ کر سب جہنمی ہوں گے۔ غیب داں آقا ﷺ کی زبانِ مبارک سے اتنی بھاری بات سن کر صحابۂ کرام کا تشویش میں مبتلا ہو جانا فطری امر تھا۔ وہ یہ جاننے کے لیے بے چین تھے کہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا جسے رسول اللہ ﷺ نے ناجی یعنی نجات یافتہ قرار دیا ہے۔ صحابہ نے ہمت کر کے نبی کریم ﷺ سے پوچھ ہی لیا

قالوا من ھی یا رسول اللہ ﷺ؟

عرض کیا ارشاد فرمائیں کہ وہ ایک ناجی فرقہ کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ما انا علیہ و اصحابی**، میرے اور میرے صحابہ کے

طریقے پر عمل کرنے والا۔"

[تہتر میں ایک، مطبع رضوی پریس ایجنسی دہلی، اشاعت اول، ۲۰۰۹ء ص ۸، ۹]

سید صاحب کہتے ہیں کہ

"کسی مسلمان کو دیکھتے ہو سلام کرنے کو راضی نہیں ہوتے ہو، پتہ نہیں یہ مسلمان ہے کہ نہیں؟ پتہ نہیں اس کا عقیدہ کیسا ہے؟ پتہ نہیں یہ سنی بریلوی، اشرفی برکاتی، نوری ہے کہ نہیں؟

ارے یار سلام کرنے کے لیے یہ شرطیں تھیں کیا؟ رسول اللہ نے کیا فرمایا: افشوا السلام، سلام کو پھیلاؤ۔ یہ سرکار نے فرمایا تھا کہ جب کسی برکاتی کو دیکھنا تو صرف اسی کو سلام کرنا۔ بولو، نہیں نا؟ سرکار نے کیا فرمایا تھا سلام کو پھیلاؤ۔"

سید صاحب! جہاں تک ہماری معلومات ہے کوئی بھی سنّی سلام کے معاملے میں سلسلے کا لحاظ نہیں کرتا بلکہ فرقے کا لحاظ کرتا ہے۔ اور یہ اس کے لیے لازمی ہے کیوں کہ بدمذہب و بدعقیدہ کو سلام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بدمذہب تو دور فاسق کو بھی ابتدا بالسلام مکروہ ہے شریعت میں۔ بدمذہب کو سلام کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور اس کی تعظیم حرام ہے۔

حضور تاج العلماء مارہروی فرماتے ہیں:

"غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں فرمایا:

المبتدع من حیث الاعتقادوھو اشدمن الفسق من حیث العمل ،

بدمذہب عقیدے کا فاسق ہے اور وہ عمل کے فسق سے بدتر ہے نیز حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس سید عالم ﷺ نے فرمایا:

من مشی صاحب بدعۃ لیوقرہ فقداعان علی ھدم الاسلام

جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلا اس نے اسلام کو ڈھانے میں اعانت کی۔"

[مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری، ناشر دفتر جماعت اہل سنت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، ص ۴]

سید صاحب مزید فرماتے ہیں

"سب سے پہلی بات جو میں آپ کو ڈائرکٹلی خانقاہِ برکاتیہ کے ایک ذمے دار خادم سجادہ ہونے کے ناطے میں آپ کو لاگو کر رہا ہوں، میرے سلسلے والے کسی فرقہ واد میں نہیں پڑیں گے۔ آپ کو صرف اپنے رسول سے مطلب ہے۔ اور آپ کو صرف آلِ رسول سے مطلب ہے۔ کوئی تم سے بولے کہ فلانے فرقے والا، ڈھما کے فرقے والا، آپ کو ہمارے رسول نے قرآن دیا ہے اور اپنی آل دی ہے۔ اس کے علاوہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ سمجھے رسول نے تم کو صرف قرآن دیا ہے۔ اور رسول نے تم کو صرف اپنی آل دی ہے۔ ان دو کے علاوہ تم کسی میں مت پڑنا۔ اس بات کو یاد رکھو۔"

سید صاحب سے عرض ہے کہ کیا سید صاحب نے سلسلہ بھی نیا بنالیا ہے؟ کیوں کہ آپ کے سلسلے کی یہ تعلیم ہی نہیں ہے وہ کسی فرقہ واد میں نہیں پڑیں گے۔ بلکہ انہوں نے فرقہاے باطلہ کی نشاندہی بھی فرمائی اور ان فرقوں کی بیخ کنی بھی کی۔ نیز اپنے مریدوں کو ان سے اجتناب و احتراز کا حکم اور اہلِ خاندان کو ان سے دور و نفور رہنے کی وصیت بھی فرمائی ہے۔ چند مثالیں پیش ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضور ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ سراج العوارف کے دوسرے لمعہ کے پندرہویں نور میں فرماتے ہیں:

"فی زمانہ از شروع ۱۲۲۹ھ فرقہ ضالہ کہ آغاز کارش بدعت وتفرقہ و انجام اوالحادوزندقہ ست در ہندوستان پیدا شدہ است کہ انرا درعرب

وہابی می گویند منسوب بابن عبدالوہاب نجدی کہ شیطانی درعرب شریف پیدا شدہ بودزنہار زنہار باایں فرقہ گمراہ اختلاط نکنند و برائے شناخت ایں طائفہ تالقہ ہمیں یک کلمہ کہ میگویم کافیست ایں فرقہ عم بزرگوار روافض ست رارافضیان درخدمت صحابہ بے ادبی می کنند و اینان بخدمت حضرت رسول مقبول ﷺ بلکہ بہ بارگاہ خدای عزوجل ہم بگستاخی و بےادبی پیش می آیند چنانچہ بذات خداوند تعالیٰ نسبت امکان کذب می کنندوعلم وصدق وغیرہ صفات اوراا ختیاری دانند معاذ اللہ من ذلک انتہائے نتیجہ جہدایں فرقہ نیچریہ است مادر ضلالت ابلیس دختری زاد کہ تادختر ماندوہابیش خوانندوچوں بلوغ رسدوخون الہادازوجوش زندورروی شوی کفر بیند باسم نیچریت موسوم کنندازیں ہردوفرقہ ہردو فرقہ دورتر باید ماند کہ ماران سیاہ وغولان راہ اندحق سبحانہ تعالیٰ ازصحبت چنیں کساں درحفظ خودداراو۔ آمین۔"

[سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، فارسی ص ۲۴ مطبع وکٹوریہ پریس بدایوں]

حضور امین ملت اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"اس زمانہ ۱۲۲۹ھ میں ہندوستان میں ایک گمراہ فرقہ پیدا ہوا جس کی شروعات بدعت اور ایک دوسرے کو لڑانے سے ہوتی ہے۔ اور اس کا انجام کار الحاد و زندقہ ہے۔ عرب میں اسے وہابی کہتے ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی سے منسوب ہے۔ یہ ایک شیطان تھا جو عرب شریف میں پیدا ہوا تھا۔ ہرگز ہرگز اس گمراہ فرقہ سے میل جول نہ رکھیں۔ اور اس مکار گروہ کی پہچان کے لئے بس یہی کافی ہے جو ہم کہتے ہیں کہ یہ فرقہ رافضیوں کا چچا ہے۔ رافضی صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور یہ وہابی رسول مقبول ﷺ کی شانِ اقدس بلکہ خدائے عزوجل کی

بارگاہ میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ سے جھوٹ بولنے کا امکان اور علم وصدق وغیرہ صفاتِ الٰہیہ کو اختیاری مانتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس فرقہ سے۔ اس فرقہ کی آخری کوشش کا نتیجہ فرقۂ نیچریہ ہے۔ ابلیس کی بدمعاش ماں نے ایک بیٹی پیدا کی جب تک وہ کم عمر رہتی ہے اسے وہابی کہا جاتا ہے اور جب بالغ ہوتی ہے اور الحاد کا خون اس کی رگوں میں جوش مارتا ہے اور وہ اپنے شوہر کفر کا منہ دیکھتی ہے تو نیچریت کہی جاتی ہے۔ ان دونوں فرقوں سے بہت دور رہنا ضروری ہے کہ کالے سانپ اور راستہ بھٹکانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کی صحبت سے اپنی امان میں رکھے۔ آمین۔

[سراج العوارف مترجم۔ ص ۵۴، ۵۵]

حسام الحرمین کی تصدیق وتائید کرتے ہوئے حضرت تاج العلما محمد میاں مارہروی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

"بیشک فتاوے مبارکہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین حق وصحیح ہے۔ اور غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے ان کفریاتِ واضحہ صریحہ نا قابلِ توجیہ وتاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتا اور مجموعہ فتاوی مبارکہ حسام الحرمین میں ہے ضرور کفار مرتدین ملعونین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے ان کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ مسلمان پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری، اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم

الفقیر اولاد رسول محمد میاں قادری البرکاتی عفی عنہ

حضرت اسمعیل حسن علیہ الرحمہ نے الجواب صحیح، سے اس کی تائید فرمائی ہے۔"

[الصوارم الہندیہ، ص۳۳]

"حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کو تاج العلماء علیہ الرحمہ نے جو خلافت عطا فرمائی اس خلافت نامے میں باطل فرقوں خصوصاً وہابیہ ودیابنہ سے اجتناب اور ان کے رَد کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نیت خالصہ پر استقامت اور دشمنانِ دین ومخالفانِ شرع متین سے حتی الوسع دور اور ان کے مراتب کے مطابق ان سے بیزار ونفور رہیں۔ جملہ کفار ومشرکین ومرتدین ومبتدعین بالخصوص وہابیہ ملاعنہ دیوبندیہ ونجدیہ نیچریہ زنادقہ غرض جملہ فرق باطلہ پر ردوطرد کو اپنا شعار بنائیں۔"

[یادِ حسن ص۳۹، سیدین نمبر، ص۷۲۵]

حضور تاج العلماء فرماتے ہیں:

"نیچری ہوں یا رافضی قادیانی ہوں یا وہابی صلح کل ہوں یا کانگریسی وغیرہ وغیرہ وہ کون بدمذہب فرقہ ہے جو اس کا مدعی نہیں کہ اس کا دین اور مسلک خود قرآن ہی سے نکلا ہے۔ جب یہ اس قدر کثرت سے بددینوں لامذہبوں کے فرقے تو علمائے دین سے کٹ کر اپنی رائے سے قرآن عظیم سے اپنا دین نکالنے والے ان خود پسندوں شیطان کے بندوں کے نام لیوا ہیں۔"

[مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری، ناشر دفتر جماعت اہل سنت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، ص۱۱]

تاج العلماء اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"امام ابن سیرین کا قصہ مشہور ومعروف ہے کہ انہوں نے بد مذہبوں سے حدیث سننا گوارا نہ فرمائی، ان سے قرآن مجید کی آیت سننا پسند نہ کی یہاں کہ انہیں اپنے پاس سے دور فرمادیا۔ حدیث وقرآن مجید تو فی نفسہٖ

ضرور حق وہدایت ہی ہیں ان سے بڑھ کر حق وہدایت کون ہوگا مگر ان امام اہل سنت نے اس حق وہدایت کو بھی بد مذہب سے نہ سنا۔ آخر اس کی کیا وجہ یہی کہ انہیں اندیشہ ہو کہ کہیں وہ بد مذہب انہیں حق وہدایت سنانے کے بہانے ہی بہکا نہ دیں۔ بدمذہبوں کی کوئی وقعت ان کے دل میں نہ اُتر جائے....اور یہی تمام سنیوں کا مسلمہ جزئیہ ہے کہ بدمذہبوں، مرتدوں، کافروں، مشرکوں کو اپنے دین ودنیا کسی میں اپنا پیشوا اور رہنما دخیل ومعتمد نہ بنایا جائے۔ ان سے احتراز کلی رکھا جائے۔"

[برکاتِ مارہرہ ومہمانانِ بدایوں، ص۱۶]

دیوبندی میت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار

"ایک سوال میں آپ سے پوچھتا ہوں......اصلی دین کی طرف آؤ جو دین محمد رسول اللہ لے کر آئے۔ میں ہمیشہ کہتا آیا ہوں کہ مسلمانوں اللہ کی سنو مُلّا کی مت سنو۔ مُلّا تمہیں اپنی سنائے گا، اپنی طرف راغب کرے گا۔ اور ولی کون ہوتا ہے؟ ولی اللہ جو تمہیں اللہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ اور صاف بات یہ ہے کہ ہم نے دیکھ لیا اپنے بڑے بڑے بزرگوں کو ہم نے دیکھا۔ آخری بزرگ جن کو ہم نے دیکھا ہمارے دادا حضور احسن العلماء سید شاہ احسن میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہم اتنا جانتے ہیں کہ انسانیت سے بڑا کوئی مذہب نہیں ہے۔ سمجھ رہے ہیں؟ کوئی مسلک انسانیت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور اسلام جو آیا ہے اسلام یہ زندگی جینے کا طریقہ بتانے کے لیے آیا ہے۔ کہ کس طرح سے آپ باخدا انسان بن کے اس دنیا میں زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ میں بہت ہی ادب کے ساتھ میرے کچھ علما دوست یہاں موجود ہیں حال فی الحال میں ایک مسئلہ چھڑ گیا ڈسٹرکٹ چتوڑ گڑھ کے اندر اس سلسلے میں

ایک جملہ عرض کرنے یہاں حاضر ہوں۔ اور چوں کہ وہ میرے برکاتی بھائی ہیں اس لئے ان کی اصلاح کرنا میں اپنا دینی فرض سمجھتا ہوں۔ اس لیے عرض کرر ہا ہوں۔ حال فی الحال میں میرے پاس ایک خبر آئی کہ ڈسٹرکٹ چتوڑ گڑھ کے اندر ایک فرقہ دیابنہ سے تعلق رکھنے والا شخص انتقال کر گیا اور پھر اس شخص کی میت، اس کو دفن کرنے کے لیے بہت بڑا واویلا کھڑا ہوا۔ بڑا مسئلہ چل رہا ہے وہ جو بھی معاملہ ہے۔ میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی میجرٹی کا علاقہ تھا آپ نے جو کرنا تھا کر لیا۔ اب سوچو آپ کے بہت سے ایسے سنّی بھائی ہیں جو دیوبندی میجرٹی علاقے میں رہتے ہیں۔۔ موت اور زندگی سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ آج جو آپ نے ان کے ساتھ کیا، کل وہ آپ کے بھائیوں کے ساتھ کریں گے۔ تو آپ اس کا جواب کیا دو گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ موت وزندگی کے فیصلہ کرنے کا حق، اس قسم کے درھووار کا حق، کس نے دے دیا آپ کو کس نے دے دیا ہم کو،

دیکھو میں ہمیشہ بولتا آیا ہوں اپنے حلقہ میں،

کہ مسلک کے نام پر اگر تمہیں چلنا ہے تو تمہیں مولیٰ علی کے مسلک پر چلنا پڑے گا۔ مولیٰ علی کے علاوہ کسی کا مسلک نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے پہلا فرقہ جو اسلام میں پیدا ہوا وہ فرقہ تھا خوارج کا فرقہ۔ خارجیوں کا فرقہ۔ معلوم ہے تم کو کیا کیا تھا ان خارجیوں نے؟ ان خارجیوں نے مولیٰ علی پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ معاذ اللہ۔ مولائے کائنات علیہ السلام پر۔ تو مولیٰ علی کو کیا کرنا چاہیے تھا۔ مولیٰ علی کو پلٹ کر اس فرقہ کو روئے زمین سے ختم کر دینا چاہیے تھا۔ کتاب کا نام ہے "الفرق بین الفرق" جامعہ آلِ رسول میں یہ کتاب

مستقل درس میں پڑھائی جاتی ہے۔ جامعہ کے بچوں کو بتایا جاتا ہے کہ فرقہ واریت کے نام پر کہیں تم اپنی انسانیت کو مت کھو دینا۔ کیوں کہ تم کو تم امتی ہو نبی نہیں ہو۔ تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے پہنچا دینا ہے ہدایت دینے کا کام یہ اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے۔ اللہ اکبر۔

........اس میں لکھا ہے کہ مولیٰ علی نے ان سے فرمایا ان سے خارجیوں سے۔۔ جنہوں نے مولیٰ علی کے اوپر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا: علینا لکم ثلاث،

ہمارے اوپر تمہارے تین حق بنتے ہیں۔ کون فرما رہا ہے مولی علی فرما رہے ہیں۔ تم ان سے بڑے مفتی تو نہیں ہو سکتے۔ مولیٰ علی سے بڑا مفتی تو کوئی نہیں ہو سکتا۔.......... پہلا حق یہ ہے کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ میں پہل نہیں کریں گے۔ ہم تلوار نہیں اٹھائیں گے تمہارے اوپر۔ پہلے تم چاہے ہمارے اوپر کتنے ہی کفر کے فتوے لگاتے رہو، تم چاہے ہمیں کتنا ہی کافر کہتے رہو، لیکن ہم تمہارے اوپر جنگ میں پہل نہیں کریں گے۔ تلوار نہیں اُٹھائیں گے۔ دوسرا ہم تم کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لیے نہیں روک لگائیں گے۔ تیسرا ہم اپنے قبرستانوں میں تمہارے مردوں کو دفن ہونے سے نہیں روکیں گے۔ میں کچھ نہیں کہوں گا سبطین حیدر کچھ نہیں کہے گا۔ سبطین حیدر صرف ایک سوال کرے گا۔ مولیٰ علی کے فتویٰ کی روشنی میں، مولیٰ علی کی سیرت کی روشنی میں، مولیٰ علی کے اقوال کی روشنی میں اپنا محاسبہ کرو کہ تم نے جو کیا اچھا تھا یا برا۔ تم نے جو کیا وہ انصاف تھا یا ناانصافی؟ ہم لوگ ہندوستان میں رہ رہے ہیں، یہ ہم لوگ کیوں بھول جاتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کی میجرٹی نہیں ہے۔ مسلمان یہاں اقلیت میں ہے۔ کوئی بھی قدم اٹھاؤ قدم اٹھانے سے

پہلے لاکھ مرتبہ سوچ لو کہ تمہارے کرموں کا پھل کہیں تمہاری پوری قوم کو نا بھگتنا پڑے۔۔۔‘‘

سید صاحب کے متذکرہ بالا اقتباسات میں کئی باتیں ایسی ہیں جن پر کافی لکھا جاسکتا ہے لیکن ہم بس چند باتوں پر ہی کلام کریں گے۔

سید صاحب دیوبندی جماعت کی حمایت و ہمدردی میں سرشار ہو کر یہ کہیں کہ

’’مسلمانو اللہ کی سنو مُلّا کی مت سنو، مُلّا تمہیں اپنی سنائے گا‘‘

علما کی مقدس جماعت کی توہین کا ارتکاب اور لوگوں کو ان سے دور رہنے اور ان کی اتباع و پیروی نہ کرنے کی تعلیم دیں۔ حالانکہ اللہ جل جلالہٗ اور اس کے حبیب محترم ﷺ علما کی مقدس جماعت سے رجوع کرنے، ان کی پیروی کرنے کا حکم عطا فرمائیں۔ سید صاحب مُلّا کو حقیر جانیں لیکن نبی ﷺ

العلماء ورثة الانبیاء

کے ذریعے عزت افزائی فرمائیں۔ سید صاحب مُلّا کی پیروی سے منع کریں مگر مصطفیٰ پیارے ﷺ

اتبعوا العلماء فانهم سراج الدنیا و مصابیح الآخرة

کے ذریعے علما کی پیروی کا حکم دیں۔

حضور خاتم الاکابر مولویوں کو نوازیں، ان کی ہتک عزت کرنے کے بجائے ان کی عزت افزائی کریں، انہیں اعزاز عطا کریں جس کی ایک بڑی مثال حضور اعلیٰ حضرت ہیں۔

امین ملت حضور امین میاں صاحب قبلہ رقم طراز ہیں:

’’پھر مزید ارشاد فرمایا کہ میاں صاحب (نوری دادا کو اسی لقب سے یاد فرماتے تھے) اب ہم بوڑھے ہوئے، ہمارا علم بوڑھا ہوا۔ تم جو کچھ لکھا پڑھا کرو وہ مولوی صاحب کو دکھالیا کرو۔ سبحان اللہ مرشد برحق صاف صاف چودھویں صدی کے عہدۂ مجددیت پر اعلیٰ حضرت کے فائز

ہونے کی بشارت دے رہے تھے۔‘‘

[امام احمد رضا نمبر، قاری، اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۳۶]

اور سید صاحب مولویوں کی ہتک عزت کریں۔ ان کو مُلّا کہہ کہہ کر ذلیل کریں۔

قارئین محسوس کریں گے کہ پوری تقریر میں سید صاحب کا اندازِ تکلم علما سے متعلق فرامین مصطفیٰ کے مطابق نہیں رہا ہے۔

اب اگر نانا کے فرامین پر نواسے ہی کا عمل نہیں ہوگا تو بھلا دوسرا کیوں کرنے لگا۔ اس کو بھی علما کو کوسنے کا موقع ملے گا۔ امید ہے سید صاحب آئندہ علما کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ فرمائیں گے۔

سید صاحب نے مولیٰ علی کے تعلق سے دو باتیں بیان کیں؛ ایک یہ کہ:

’’ان خارجیوں نے مولیٰ علی پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ معاذ اللہ۔ مولائے کائنات علیہ السلام پر۔ تو مولیٰ علی کو کیا کرنا چاہیے تھا۔ مولیٰ علی کو پلٹ کر اس فرقے کو روئے زمین سے ختم کر دینا چاہیے تھا۔‘‘

اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر کوئی مولیٰ علی کو کافر کہے تو مولیٰ علی کا ذاتی دشمن ہوا اور اپنے ذاتی دشمن کے ساتھ مولیٰ علی کا سلوک تاریخ میں محفوظ ہے کہ کبھی اپنے دشمن کو نہیں مارا۔ جب مارا اللہ و رسول کے دشمن کو مارا اور جب لڑے دین کے لیے لڑے۔ علاوہ ازیں اگر سید صاحب تاریخ کا جائزہ لیں گے تو یہ بات صاف طور پر معلوم ہوجائے گی کہ مولیٰ علی نے ان کو روئے زمین سے ختم کرنے کے لیے جنگ بھی کی اور ان سے جنگ کرنے اور انہیں قتل کرنے پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے ثواب کی بشارت بھی عطا فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں کتب احادیث اور کتب تاریخ کا مطالعہ فرمالیں۔ یہ اوراق اس تفصیل کے متحمل نہیں ہیں۔

اور اس کی اصل وجہ یہ نہیں تھی کہ انہوں نے مولیٰ علی کی مخالفت کی بلکہ وہ دین کے دشمن تھے اور ان کی دین دشمنی پر نبی کریم ﷺ کی احادیث گواہ تھیں؛ اس لیے مولیٰ علی نے

ان کے خلاف محاذ آرائی فرمائی۔

آپ نے خارجیوں سے متعلق مولیٰ علی کا فرمان پیش کیا، وہ وہابیوں کے معاملے میں کام کا نہیں ہے۔ کیوں کہ مولیٰ علی نے اپنے دشمنوں کے ساتھ یہ سلوک کیا، نہ کہ اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ۔ نبی کریم ﷺ کا سلوک بھی ملاحظہ فرمالیتے تو کتنا اچھا ہوتا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دشمنوں کو معاف کیا مگر دین کے غداروں کو، شریعت کا مذاق اڑانے والوں کو مسجد سے اخرج فلان فانک منافق کہہ کر باہر کردیا۔ وہابی ہمارا ذاتی دشمن نہیں ہے، وہ اللہ اور اس کے حبیب کا دشمن ہے اور کیوں کہ ان کا دشمن ہمارا دشمن ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہمیں کسی بھی طرح کا تعلق رکھنے کا حکم نہیں ہے۔

دیابنہ کے ساتھ سید صاحب کی اس قدر ہمدردی، تعجب ہے۔ سید صاحب آپ کے بزرگوں کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ باطل فرقوں کے ساتھ کسی بھی طرح کی رواداری کی اجازت سلسلۂ برکاتیہ میں نہیں ہے۔ دیوبندی وہابی فرقوں سے متعلق کس قدر شدت برتی ہے اکابر مارہرہ نے اس کی چند مثالیں میں یہاں پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ اکابر مارہرہ نے فرقہ واریت کے نام پر انسانیت کو کھویا ہے یا ان کی مخالفت کا درس دے کر انسانیت اور شریعت کی حفاظت فرمائی ہے۔

حضور نوری میاں فرماتے ہیں:

’’کوئی آزادی کا قائل، دہریت کا مائل، قید مذہب لغو و فضول، امتیاز مذہب باطل و مخذول، برخلاف حکم خدا و رسول، سب بدمذہبوں سے اتفاق و اتحاد مقبول، تمدن ترقی تہذیب روشنی قومی ہمدردی کے طویل دعوے، پاس دین و حفظ مذہب پر تعصب نفسانیت خودکشی سر پھٹول کے فتوے، پھر لطف یہ کہ سب حضرات یا اکثر اپنے آپ کو سنی ہی کہتے ہیں سنی ہی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ تا سنیت نشد زنبیل عیاراں شد، قہر یہ کہ زمانے کی ہوا دیکھ کر بہت دنیا پرست مولوی بھی اسی راہ چلتے

ہیں۔ اے سچے سنیو! عموماً اور اے برکاتی متوسلو! خصوصاً تم میں جو اپنا دین عزیز رکھتا ہو جسے روزِ قیامت خدا اور رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) و روحانیت شریعت و سنت کو منہ دکھانا ہو جسے حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکۃ اللہ صاحب و حضرت غوث الزماں حضور اچھے میاں و حضرت دریائے رحمت مرشدی و جدی حضرت آلِ رسول صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علاقہ رکھنا ہو وہ رافضیوں، نیچریوں غیر مقلدوں وہابیوں اور ان مدعیانِ سنیت گندم نما جو فروشوں، حق پوشوں، باطل کوشوں کے سائے سے دور بھاگے ان کی زہریلی صحبت کو آگ جانے۔‘‘ [ندوہ کا ٹھیک فوٹو، بحوالہ اجمل انوار رضا ص ۴۲، ۴۳]

حضور تاج العلما فرماتے ہیں

’’غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں فرمایا: **المبتدع من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل**، بدمذہب عقیدے کا فاسق ہے اور وہ عمل کے فسق سے بدتر ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے حضور اقدس سید عالم ﷺ نے فرمایا **من مشی صاحب بدعة لیوقره فقداعان علی هدم الاسلام** جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلا اس نے اسلام کو ڈھانے میں اعانت کی نیز حضور اقدس ﷺ نے فرمایا **اهل البدع شر الخلق والخلیقة** نیز ارشاد فرمایا: **اهل البدع کلاب اهل النار** بدمذہب سارے جہان سے بدتر ہیں، جانوروں سے بدتر ہیں۔ بدمذہب جہنمیوں کے کتے ہیں۔‘‘

[مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری، ناشر دفتر جماعت اہل سنت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، ص ۴]

’’اللہ عزوجل نے بے دینوں، بددینوں کے پاس بیٹھنے والوں کی نسبت فرمایا تم بھی انہیں جیسے ہو۔ شریعۃ الاسلام شریف میں ہے سلف صالحین کا

طریقہ بدمذہبوں سے کنارہ کشی ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا گمراہوں بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو کہ ان کی بلا کھجلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔"

[مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری، ناشر دفتر جماعت اہل سنت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، ص۲۲]

مزید فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ نے فرمایا بدمذہبوں سے دور رہو، انہیں اپنے سے دور رکھو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ مرقاۃ شریف میں فرمایا غیر مذہب والوں کے پاس بیٹھنا انتہا درجہ کی ہلاکی اور پورے ٹوٹے کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔"

[مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری، ناشر دفتر جماعت اہل سنت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ، ص۲۳]

اور سید صاحب کا یہ کہنا کہ:

"مسلک کے نام پر اگر تمہیں چلنا ہے تو تمہیں مولیٰ علی کے مسلک پر چلنا پڑے گا۔ مولیٰ علی کے علاوہ کسی کا مسلک نہیں ہے۔"

یہ ظاہر ہے کہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف ہی بولا ہے سید صاحب نے مگر ہم یہاں ان کی بات مان لیں کہ مولیٰ علی کے علاوہ کوئی مسلک نہیں ہے تو ان کے بزرگوں نے تو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا خوب پرچار کیا۔ کبھی ان سے مسلکِ مولیٰ علی کے نعرے یا کہیں تحریر وتقریر میں مسلکِ مولیٰ علی پر کوئی بات آج تک نہ پڑھی گئی اور نہ سنی گئی۔ مولیٰ علی کے سوا کوئی مسلک نہیں ہے تو پھر آپ کے والد نے کیوں فرمایا:

"نقیبِ مسلکِ مخدوم شاہ برکت اللہ حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی نوری قاسمی علیہ الرحمۃ والرضوان" [اہلِ سنت کی آواز، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص۳۴]

یہ مسلکِ مخدوم شاہ برکت اللہ کہاں سے آیا؟ ظاہر ہے اس کا جواب مدرسہ کا معمولی طالب علم بھی دے دیگا تو آپ سے عدم جواب کی امید نہیں کی جاسکتی ہے، بس اتنا کہا جاسکتا

ہے کہ جو تعبیرات آپ بزرگوں کے حوالے سے مسلک کے استعمال میں مانتے ہو وہی مسلکِ اعلیٰ حضرت سے متعلق بھی محمول فرمالیں۔ اور اس طرح کی باتوں سے اپنے بزرگوں کے تقدس کو للہ پامال نہ کریں۔

مائک پر نماز

مائک پر نماز کے جواز وعدم جواز کے معاملے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ ہمیں یہاں مائک پر نماز کے جواز وعدم جواز پر بحث نہیں کرنی کیوں کہ یہ اوراق اس کے متحمل نہیں ہیں۔

بس سید صاحب نے مولویوں پر تنقید کرتے ہوئے مائک پر نماز نہ پڑھانے والوں کا جس انداز میں مذاق اڑایا ہے اور ان کے نماز نہ پڑھانے کی جو مضحکہ خیز علت بیان کی ہے اس کو نقل کرکے اس سے متعلق دو چند باتیں لکھنی ہیں۔

سید صاحب کہتے ہیں:

"اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جو مائک کا مسئلہ ہے اکثر ہمارے یہاں جو مُلّا حضرات ہیں وہ مائک کے اختلاف کیوں کرتے ہیں معلوم ہے کیوں کہ ہمارے مدرسوں میں آپ حضرات سے چندہ وصول کرکے قرآن صحیح پڑھنے کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی ہے۔ اب اگر مولوی صاحب کے آگے مائک لگادیا گیا تو ابھی تک تو ان کی قرأت میں جو برائیاں تھیں وہ صرف پہلی صف والوں کو پتہ تھیں، مائک لگانے کی وجہ سے باہر سب کو پتہ چلے گا کہ مولوی صاحب کو الحمد پڑھنا بھی نہیں آتی۔"

سید صاحب نے مائک پر نماز نہ پڑھانے والوں کو جاہل گردانا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انھیں قرآن پڑھنا نہیں آتا، انہیں الحمد تک یاد نہیں ہوتی۔ اس لیے اپنا عیب چھپانے کے لیے مائک پر نماز نہیں پڑھاتے۔ اگر یہی علت ہے تو اپنے والد گرامی حضور نظمی میاں اور دادا حضور سید العلماء علیہما الرحمہ کے بارے میں کیا کہنا چاہیں

گے سید صاحب!

والد گرامی حضور نظمی میاں اور دادا حضور سید العلماء مائک پر نماز کے عدم جواز پر آخر وقت تک قائم رہے اور شدت سے مائک پر نماز کی مخالفت کرتے رہے بلکہ اس معاملے میں ان حضرات نے کافی جدوجہد فرمائی۔ اور جہاں تک نماز پڑھانے کی بات ہے تو سید العلماء نے مسجد میں مائک پر نماز پڑھانے سے انکار کردیا۔ کیا اس سے یہی سمجھا جائے جو سید صاحب نے سمجھا؟ سید صاحب سمجھیں ہم تو بزرگوں کی شان میں اس طرح کی بے ہودہ سوچ سے محفوظ ہیں۔ سید صاحب کے والد گرامی حضور نظمی میاں علیہ الرحمہ اپنی کتاب "قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز" میں رقمطراز ہیں:

"میرے والد ماجد نقیب برکاتیت حضور سید العلماء سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں برکاتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ رحمۃ اللہ علیہ تاحیات مائکروفونی نماز کے مخالف رہے۔ ابا حضرت کو ایک بار یہ سن گن ملی کہ کھڑک مسجد کے متولیان مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں حضور سید العلماء کے بارے میں سبھی لوگ جانتے ہیں کہ ان کی امامت صرف جائے نماز تک ہی محدود نہیں تھی۔ مارہرہ کا یہ سید حق کی خاطر کسی کے آگے نہیں جھکتا تھا۔

ابا حضرت نے صدر متولی کو بلایا اور ان سے کھرے کھرے الفاظ میں کہا: چاند میاں میں نے سنا ہے کہ آپ مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگوانا چاہتے ہیں ایسا کہ اگر آپ عصر میں لاؤڈ اسپیکر لگائیں تو مجھے ظہر میں اطلاع دے دیں۔ میں اپنا بستر باندھ کر مارہرہ کی راہ لوں۔ میرے پاس مصلیٰ کی کمی نہیں ہے۔" [قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز، ص۲]

مقدمۂ بدایوں

سید صاحب حضور اعلیٰ حضرت پر دائر مقدمہ بدایوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی ابھی تک۔ سبطین میاں نے تو ابھی تک کچھ کہا ہی نہیں ہے۔ سبطین میاں کا نام اچھل گیا ہے۔ ہاں جب خاموشی کا یہ عالم ہے تو جس دن کہنا شروع کروں گا پتہ نہیں اس دن کیا ہوگا۔ ابھی تک تو سبطین میاں نے اس مقدمہ کا ذکر ہی نہیں کیا جو بدایوں والوں کے ساتھ ہوا تھا۔ اور جس کے فیصلہ کے لیے شیعاؤں کی مدد لے کر جیت حاصل کی گئی تھی۔

ابھی سبطین میاں نے کچھ بولنا شروع ہی نہیں کیا۔"

محترم سید صاحب! سب کچھ تو بول دیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے؟ مخالفت میں یہ تک بھول گئے کہ آپ کیا کہہ گئے ہیں۔ مقدمہ بدایوں کے فیصلے میں شیعوں کی مدد لی گئی تھی، یہ بات آپ کی طرف سے بیان کی جائے تو اب سوائے افسوس کے کیا کرسکتے ہیں۔

آپ کے اس جملے سے بریلی شریف پر حملہ سمجھا جائے یا خود آپ کی خانقاہ پر؟ اگر یہ بدایوں والا پورا معاملہ وقت نکال کر ایک بار پڑھ لیتے تو اپنے اکابر پر اس طرح حملہ آور نہ ہوتے۔ مقدمہ بدایوں شیعوں کی مدد سے حل کیا گیا، یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔

برسبیل تنزل اسے درست مان لیا جائے تو اس میں مدد لینے والوں میں آپ کی خانقاہ کا پورا پورا ہاتھ ہے کیوں کہ اس پورے مقدمہ میں مشائخ مارہرہ شریف بریلی شریف کے ساتھ تھے تو اگر یہ جرم تھا تو اس جرم میں بریلی شریف کے ساتھ مارہرہ شریف بھی شامل۔

آپ کے اس جملے سے سمجھنے والا یہ سمجھے گا کہ اعلیٰ حضرت پر جو مقدمہ ہوا تھا وہ درست تھا، اعلیٰ حضرت غلطی پر تھے اور جب وہ ہارنے لگے تو انہوں نے شیعوں کی مدد حاصل کی اور مقدمہ جیت لیا۔ دراصل وہ مقدمہ جیتے نہیں تھے بلکہ دھوکہ سے جیت کی مہر لگوالی تھی۔ اور اس معاملہ میں وہ حق پر نہیں تھے، ورنہ نہ جیتنے کا مسئلہ ہی نہیں تھا اور شیعوں سے مدد لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

سید صاحب آپ اپنے اکابر کی تحریرات ہی پڑھ لیتے تو شاید یہ بے تکا اور بے بنیاد

دعویٰ نہیں کرتے۔ اس پورے معاملے میں مارہرہ شریف نے ساتھ دیا۔ یہ اس دور کے اخبارات ورسائل اور دیگر کتب وپمفلٹ سے ثابت شدہ بات ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے اس معاملے کو صداقت کی مہر لگا کر پیش کرنے والوں میں مشائخ مارہرہ شریف صف اوّل میں شامل ہیں۔

مقدمہ بدایوں کے ذریعے جو حملہ حضور اعلیٰ حضرت پر کیا گیا اس کو آپ کے دادا حضور ابو القاسم سید محمد اسمٰعیل حسن علیہ الرحمہ نے دین پر حملہ قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت کا ایک مکتوب جو حضور تاج العلماء کے نام دوم شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ مطابق جون ۱۹۱۶ء میں آپ نے ارسال فرمایا تھا؛ فرماتے ہیں:

''اب تم آجاؤ بریلی اتر لو وہاں میں (حضرت مولانا) مولوی احمد رضا خاں صاحب سے بھی مل لوگے وہ آج کل مخمصہ میں ہیں ان پر کیا حملہ ہے، دین پر حملہ ہے۔'' [مفاوضات طیبہ، ص ۱۴]

اور اعلیٰ حضرت کے نام اپنے ایک مکتوب میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

''فقیر کو اس حملہ نا مرضیہ [مقدمہ مسئلہ اذان ثانی] کا جو بظاہر آپ پر اور اصل میں دین اسلام پر ہے، نہایت رنج ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ابھی کچھ عرصہ نہیں گزرا ہے اور تقریباً ہزاروں آدمی اس وقت موجود ہیں۔ جنہوں نے حضرت استاذی مولانا مولوی عبد القادر صاحب قدس سرہ اور آپ کے مراسم اور محبت کے برتاؤ دیکھے ہیں یا اب یہ حال ہوا ہے کہ جس سے مسلمان دین داروں کو روحی صدمہ اور بد مذہبوں کو موقع شماتت اور خوشی کا مل گیا ہے۔ اگر چہ ان شاء اللہ ہوگا کچھ نہیں۔ مگر معاندین اور مخالفین مذہب حق کو چند دنوں یہ خوشی کا موقع مل گیا ہے۔ فقیر اگرچہ آپ کی کسی ظاہری اعانت کے لائق نہیں، مگر ہر وقت دل سے دعا کر رہا ہے کہ اس مخمصہ سے باحسن وجوہ آپ کو طمانیت حاصل ہو

اور آپ کے دست وقلم سے دین حق کی ہر طرح سے اعانت ہوتی رہے اور مخالفین دین کو ذلت پہنچتی رہے۔'' [مرجع سابق، ص ۱۵]

اور تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری قدس سرہ حضور اعلیٰ حضرت کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''با دب آداب گزار ہو کر عارض ہوں۔ مولوی محبّ احمد کا خط شاہ میاں کے پاس آیا تھا۔ میرے پاس تو ایسا نجس خط بھیجنے کی کیا مجال ہو سکتی تھی۔ بحمد اللہ یہاں سب احمد رضا کو ہی سچے دین کا سچا مانے ہوئے ہیں۔ سوائے بعض مخالفین کے، ان کی کیا مجال، جو وہ کچھ خباثت پھیلا سکیں'۔ [ہفت روزہ 'دبدبہ سکندری' رام پور، ۲۰؍جولائی ۱۹۱۴ء، ص: ۳، بحوالہ خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا جلد اول ص ۱۴۴]

حضور اعلیٰ حضرت مقدمہ بدایوں میں فاتح ہوئے تو مارہرہ شریف سے تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری قدس سرہ نے حضور اعلیٰ حضرت کو خط لکھا اور درج ذیل الفاظ میں مبارکبادی پیش کی۔

'الشکر للہ کہ حق نے باطل کو مغلوب کیا۔ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ ہمیشہ حق و حق کے طرفدار ناحق و ناحق کوشوں پر غالب ومنصور رہیں گے۔ وحسبنا اللّٰہ نعم الوکیل۔ پیک ملا۔ جس میں گرامی نامہ ملفوف تھا۔ بدریافت حال فتح شرعیہ وہی مسرت ہوئی، جو ایک پختہ سنّی شیدائے دین حق وفدائے حضرت سرکار کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونی چاہیے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا و لاتعداد شکر بالائے شکر کہ جس نے بطفیل اپنے برگزیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ عین فتح عظیم عطا فرمائی۔ صحیفہ پانے کے بعد حضور سیدنا اچھے میاں و اپنے جد امجد حضرت سیدنا سید نوری میاں کا فاتحہ کرایا۔

تفکرات عرس کی کلفت میں واللہ گونہ تسکین ہوئی۔ یہ شخصی فتح نہ تھی بلکہ مذہب حق کی جمہوری فتح ہے۔ پرچہ جات تقسیم کرا دیئے۔ اگر فقیر سے زیادہ نہیں، تو کم بھی نہیں۔ شاہ میاں صاحب کو مسرت ہوئی۔ ان حضرات کے خبث باطنی پر ضرور اس فتح کی چمکدار بجلی کڑک کر گری ہوگی اور ان حضرات کے خرمن باطلہ نفسانیت کو پھونک دیا ہوگا۔''

[ہفت روزہ 'دبدبہ سکندری' رام پور، ۲۰؍جولائی ۱۹۱۴ء، ص: ۵، بحوالہ خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا، جلد اول، ص ۱۴۵، ۱۴۶]

سید حسین حیدر میاں، سید محمد میاں دونوں کے بیانات مقدمہ بدایوں میں اعلیٰ حضرت کی حمایت میں پیش کیے گئے۔ تاج العلماء کی گواہی کا ذکر اخبارات میں موجود ہے۔ مقدمہ بدایوں میں حضور اعلیٰ حضرت کے دفاع میں بطور گواہ تاج العلماء بھی تھے۔

احسن مارہروی بھی اس مقدمہ میں عدالت میں حاضر ہوتے رہے۔

عدالت میں حضور اعلیٰ حضرت کے خیر خواہ حضرات نے اس فیصلہ کو عدالت سے ہٹ کر آپس میں نمٹانے کی ایک سعی کی تھی اور عدالت میں حضرت سید حامد حسین مارہروی کو ثالث بنانے کی بات کی تھی، لیکن وہ مدعی حضرات نے نکار دی کیوں کہ ان کو پتہ تھا کہ مارہرہ شریف والے اعلیٰ حضرت کی حمایت میں ہیں۔

اس کی ایک بڑی شہادت خود سید مہدی میاں کے ایک مراسلہ سے پیش کرتا ہوں جو بدایوں کے مشہور ''اخبار ذو القرنین'' میں شائع ہوا تھا۔ اور جس میں آپ نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ آپ ناحق اعلیٰ حضرت کے طرفدار ہیں، اس پر آپ نے اپنی طرف سے قدرے صفائی دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے حق پر ہونے اور کسی کا محتاج نہ ہونے کی بات تحریر فرمائی ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

''فقیر پر علیٰ روس الاشہاد یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ بے بضاعت حق

ناحق فاضل بریلوی کا طرفدار ہے حالانکہ اگر امعانِ نظر سے دیکھا جائے تو فاضل بریلوی بجز اپنے مولیٰ تعالیٰ کے اور کسی دنیاوی اُمور میں محتاج نہیں۔ چشم بد دور وہ صاحب ریاست ہیں، ذاتی ثروت ووجاہت کے سوا ان کے معتقدین ومتوسلین اتنے باوقار ومالدار ہیں... ممانعت سخت ایسے ایسے بیس مقدموں کی پیروی کرنے کے بعد بھی سپر انداختہ نہ ہوں۔ ایسی صورت میں فقیر بے بضاعت کو ان کا معاون دنیوی سمجھنا مور ضعیف کو حضرت سلیمان کا کفیل جاننا ہے......... اتنی بات ضرور ہے کہ ایک ایسے جلیل القدر نامور فاضل کے لیے ایسی بازاری اہانت دیکھ کر جو چند غیر معروف ناموں کی طرف سے روا رکھی گئی دل دکھا اور صدمہ وقلق ہوا اور وہ بھی محض اس لیے کہ ایک طرف عالم دین ہے اور دوسری طرف ایک عاملِ دنیا ہے اور یہ وہ بے لاگ صدمہ ہے جو ہر ملت پرست کو ہونا چاہیے۔ خدانخواستہ دور از حال یہی قضیہ برعکس ہوتا تو یہ فقیر بے نوا اسی طرح حق گوئی کے لیے حاضر وغائب موجود رہتا...... .. راقم فقیر مہدی حسن ننگ سجادہ حضور اچھے میاں صاحب درگاہ مقدسہ مارہرہ'' [اخبار ذو القرنین بدایوں، ۱۴؍نومبر ۱۹۱۶ء ص ۶]

حضرت سید شاہ محمد اسماعیل حسن شاہ جی میاں نے اپنے ایک خط میں علمائے بدایوں سے مسئلہ اذان ثانی پر اپنی ایک ملاقات کی روداد کا مختصر ذکر کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے:

''ہمارے جوابِ لاجواب دیکھ کر مولوی محبّ احمد نے اپنی تقریر کا رخ بدل کر ایسے کلام کیے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ہمیں کچھ بے جا ذاتی طرفدار مولوی احمد رضا خان صاحب کا جانتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ خوب سمجھ لیں کہ مراسمِ محبت ومروت اور تعلیم اور تعلم وقدامتِ رشتۂ توسل، جو فقیر کو حضراتِ اکابرِ مدرسہ قادریہ کے ساتھ ہے، اس کا

عشرِ عشیر مولوی احمد رضا خان صاحب سے نہیں اور نہ ہوسکتا ہے، بلکہ معاملاتِ دنیاوی میں تو مولوی احمد رضا خان صاحب ہمارے اعزۂ مخالفین کے ساتھ ہیں۔ مگر یہ معاملہ دینی ہے۔ اگر ہمارا جانی دشمن بھی دین کے امر میں حق پر ہوگا، تو ہم کیا، بلکہ سب سچے مسلمان اس کے ساتھ ہوں گے۔

بفضلہٖ تعالیٰ یہاں اس وقت سب پڑھے لکھے ہوئے صاحبوں کا مجمع ہے۔''

[مفاوضاتِ طیبہ، ص۱۹]

مزید لکھا ہے:

''اور واقعی یہ ہے کہ یہ مسئلہ از روئے تحقیق بھی یہی ہے کہ اذان خارجِ مسجد ہو۔ اگر حضرت تاج الفحول قدس سرہ اس وقت پردہ فرمائے ہوئے ہماری ظاہری نظروں سے نہ ہوتے، تو اس مسئلہ کو اور زیادہ قوی دلیلوں سے ثابت فرما دیتے کہ اذان مسجد سے باہر ہی چاہیے۔''

[مفاوضاتِ طیبہ، ص۲۲]

حضور تاج العلما حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل حسن علیہ الرحمہ کے تین خطوط سے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ تینوں صحائف شرائف ۱۷، ۱۸، ۱۹ اس زمانہ کے ہیں جب کہ بعض اہلِ بدایوں نے بہ سلسلۂ مسئلہ اذان خطبہ بیرون مسجد حضرت امام اہلِ سنت مولوی احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ پر ایک استغاثہ دائر کر رکھا تھا۔ ان سے حمایت سنن اور علمائے کرام اہلِ سنت بالخصوص حضرت فاضل بریلوی دامت برکاتھم کے ساتھ ہمارے حضرت قدس سرہ کے قلب مبارک میں احترام و محبت میں جو خالص ایمانی جذبات تھے ان کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز ۱۸ر حضرت کی اس پیشگوئی پر بھی مشتمل ہے کہ

بدایونی استغاثہ ناکام رہے گا جو بعد کو واقع کے لحاظ سے بالکل سچی بفضلہٖ تعالیٰ ثابت ہوئی۔'' [مفاوضات طیبہ، ص۲۸]

الغرض مقدمہ بدایوں سے متعلق سید صاحب نے جو بیان دیا ہے وہ مسخ شدہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ اصل تاریخ تو ان کے گھر میں انہیں کی لائبریری میں انہیں کے آباء و اجداد کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں بس چند باتیں فقیر نے پیش کی ہیں، باقی سید صاحب خود مطالعہ کی زحمت فرمالیں تو احسان ہوگا۔ سید صاحب اگر واقعی غیر جانب دار ہوکر تعصب سے بالاتر ہوکر تاریخ کی اوراق گردانی فرمائیں گے تو یقیناً اس طرح کی باتیں کبھی وہم و گمان میں بھی نہ لائیں گے۔

مداری اختلاف کا دارومدار

''آج یہ میرا بچہ مداری آیا ہے یہاں پر بولو مکن پور شریف سے اے برکاتیو! میں تمہیں سب سے پہلی بات بتاتا ہوں کہ سب سے بڑے مداری کا نام جو سرکار بدیع الدین قطب مدار کے مرید صادق تھے ان کا نام ہے سید شاہ برکت اللہ جو تمہارے سلسلے کے امام ہیں۔''

حضرت مداریوں سے مسلکِ اعلیٰ حضرت والوں کی کوئی ذاتی لڑائی نہیں ہے، بس اتنی سی بات کو لے کر وہ چراغ پا ہیں کہ علمائے مسلک اعلیٰ حضرت نے ان کے سلسلے کو سوخت کیوں بتایا۔ آپ پیچھے بھی یہ بات کہہ چکے ہیں کہ مکن پور والوں سے لڑائی وغیرہ۔ بس اسی لیے یہاں کلام کر رہا ہوں۔ ورنہ یہاں اس کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر آپ اپنے والد اور دادا وغیرھما کا نظریہ اس سلسلے میں تحقیق کروگے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے بحیثیت اسم معرض وجود میں آنے سے پہلے ہی، آپ کے جد امجد کی کتاب ''سبع سنابل شریف'' میں مداری سلسلے کے سوخت کا ذکر آچکا ہے۔ آپ کے والد گرامی نے بہت بحثیں فرمائی ہیں اس سلسلے میں اور دیگر مشائخ مارہرہ شریف نے بھی، میں بس ایک تحریر حضرت سید شاہ محمد یحییٰ حسن علیہ الرحمہ کی پیش کر رہا ہوں تاکہ معمہ صاف ہوجائے ملاحظہ فرمائیں۔

سید شاہ محمد یحییٰ حسن قادری برکاتی فرماتے ہیں:

''جس کا صلہ حضرت شاہ بدیع الدین نے آپ کو یہ دیا کہ اپنے سلسلہ طریقت کو خود بھی سوخت فرما دیا، یہ اس لیے کیا کہ حضرت شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ نہیں چاہتے تھے کہ سلسلۂ مداریہ آگے چلے گویا حضرت شاہ بدیع الدین علیہ الرحمہ نے اپنے ہم عصر شیخ کی خواہش کا احترام کیا جو آج کل کے پیرانِ طریقت کے لیے باعث درس ہے۔......سلسلۂ مداریہ کو سوخت کرنے کے مکتوبات حضرت شاہ بدیع الدین علیہ الرحمہ نے لکھے جن کا حوالہ سبع سنابل میں بھی ہے اور ان مکتوبات پر حضرت مخدوم شیخ سعد حضرت مخدوم محمد منکن اور حضرت مخدوم شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی رہا ہے، لہٰذا اس بات کو تسلیم کرنے میں بالکل تامل نہیں ہے کہ حضرت شیخ بدیع الدین علیہ الرحمہ نے اپنے سلسلۂ طریقت کو سوخت کردیا۔ سبع سنابل شریف مستند اور معتبر کتاب ہے اور جناب رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہے۔ ....مارہرہ شریف کے پیرانِ طریقت سلسلۂ مداریہ میں بیعت نہیں کرتے ہیں کسی سلسلۂ متصلہ مشہورہ قادریہ چشتیہ ہی میں بیعت کرتے ہیں۔ اور طالب کو اس کی استدعا پر سلسلۂ بدیعیہ مداریہ کی بھی تبرکاً و تیمناً اجازت دیتے تھے۔ یہ اجازت تیمناً ہے نہ اصولاً۔''

[ماہنامہ، قاری، جنوری ۱۹۹۰ء ص۴۷، ۲۶]

مرد سے مرید

''میں صرف آپ لوگوں کا رسپونسبل (Responsible) ہوں، مجھے کسی دوسرے سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ جسے جو کرنا ہے وہ کرے۔ وہ اپنی بھیس چرائے جسے جو کرنا ہے کرے، وہ گائے چرائے بھیس چرائے

۔ کچھ بھی کرے۔ لیکن میں اپنے برکاتیوں کا رسپونسبل ہوں۔ تم میرے ہو میرے۔ ہاں تمہارے اوپر میرے باپ دادا نے مجھے تمہارے اوپر رکھا ہوا ہے، اس لیے رکھا ہوا کہ میں تمہارے اوپر کلنگ نظر رکھوں۔ میں تم لوگوں کو نہیں پھنسنے دوں گا۔ یاد رکھنا......تم لوگ مرد سے مرید ہوئے ہو ہاں مردانگی کا سلسلہ ہے ان لوگوں کا یار۔ مردانگی کا سلسلہ ہے تم لوگوں کا رسی پھیکیوں کا سلسلہ نہیں ہے، ڈورے ڈالؤں کا۔''

حضرت کیا باقی خانقاہ والے مشائخ کرام نامرد ہیں۔ اس طرح کا جملہ کیا باقی خانقاہوں کے تقدس کو پامال نہیں کر رہا ہے؟ کیا اس طرح یکسر ساری خانقاہوں کا مذاق نہیں اُڑایا آپ نے؟ کیا آپ کے سلسلہ کے علاوہ جو مرید ہوتے ہیں وہ عورتوں سے ہوتے ہیں کیوں کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ''مردانگی کا سلسلہ ہے ان لوگوں کا یار'' باقی کا سلسلہ نامردی کا ہے کیا؟ کیا یہی تعلیمات ہیں مارہرہ شریف کی کہ خود کے آگے کسی اور خانقاہ کو یا کسی اور پیر کو کچھ نا سمجھو بلکہ مرد تک نہ سمجھو۔ سید صاحب بریلی شریف کی مخالفت میں اس قدر آگے مت نکلیں کہ پیچھے ہٹنا مشکل ہوجائے۔ یقیناً آپ جس سلسلے سے منسلک ہیں وہ رسی پھیکوؤں اور ڈورے ڈالوؤں کا سلسلہ نہیں ہے، یہ تو ہمیں معلوم ہے۔ یہ سلسلہ تو بڑا پاکیزہ سلسلہ ہے لوگوں کے جذبات سے کھلواڑ کرنے والا بھی نہیں ہے۔ بزرگوں کی تعلیمات کا منحرف ہونے والا بھی نہیں ہے۔ حدیث شریف کا انکار کرکے بدمذہبیت کو ڈھیل دینے والا بھی نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ مذہب حق اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کرنے والا ہے۔

اعلی حضرت کی برائی کا جواز

سید صاحب اپنی تقریر میں حضور اعلیٰ حضرت کی برائی کے جواز کا پہلو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اور جو لوگ اعلیٰ حضرت کا نام لے کر تہمتیں لگاتے ہیں لوگوں کے اوپر میں تم کو بتا دے رہا ہوں ان کو اعلیٰ حضرت سے کوئی محبت نہیں ہے، وہ

دشمن ہیں اعلیٰ حضرت کے در پردہ۔ وہ برا سنواتے ہیں اعلیٰ حضرت کو۔ وہی لوگ برے ہیں اصل میں جو منبروں میں کھڑے ہوکر پروگرام کرواتے ہیں ان کے نام پر تبرے بازی کرواتے ہیں۔ ہمارے برکاتی ایسے نہیں ہیں۔ سمجھ رہے ہیں ہمارے برکاتی کسی کے خلاف کچھ نہیں بولتے۔ ہم کو مطلب نہیں ہے الحمد للہ۔ برکاتی جو ہے وہ دیوانوں کی ٹولی ہے۔ ہمیں اپنے نبی سے مطلب ہے، ہمیں اپنے علی سے مطلب ہے۔ ہم اپنی اس روش پر چل نکلے ہیں، ہمیں چلنے دیا جائے۔''

سید صاحب یہ کیا طریقہ ہوا کوئی اگر آپ کی مخالفت کر رہا ہے تو آپ اس کی مخالفت کریں یہ تو سمجھ میں آتا ہے حالانکہ یہ بھی آپ کے شایانِ شان نہیں ہے کیوں کہ مولیٰ علی کا مسلک اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا کہ اپنے مخالف کی مخالفت کی جائے، اور یہی آپ کے بزرگوں کی روش بھی ہے۔ پھر بھی اگر آپ مخالفت کریں گے تو دانش مندی تو یہ ہے کہ جس سے لڑائی ہوئی اس کی مخالفت کی جائے گی نا کہ اس کے آباء و اجداد کی۔ اگر آپ کی کوئی پیر یا کوئی مولوی مخالفت کرے تو آپ اس کی مخالفت کریں مگر آپ حضور اعلیٰ حضرت کی برائی میں ملوث ہوجائیں تو اس سے خود اپنے گھر والوں کی مخالفت لازم آرہی ہے اور یہ دانشمندی نہیں ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت بھلے ہی خان ہیں مگر آپ کے اکابر نے انہیں اپنے خاندان میں شامل کرلیا ہے۔

جیسا کہ حضور نظمی میاں لکھتے ہیں:

''سیدنا ابوالحسین احمد نوری نے هل جزاء الاحسان الاالاحسان کے بمصداق حضرت رضا بریلوی کو چشم و چراغ خاندانِ برکات کے لقب سے نواز کر دنیا کو یہ جتلا دیا ہے کہ دیکھو ہم سیدزادے بخیل نہیں ہیں۔ احمد رضا نے ہمارے نانا جان کے عشق میں خود کو فنائیت کے مقام پر لاکر کھڑا کر دیا تو اب وہ اہلِ بیت میں سے ہوگیا۔ اب وہ ہمارے

خاندان کا ایک فرد بن گیا۔ اب ہر اس جگہ اس کا نام لیا جائے گا جہاں ہمارے خاندان کا ذکر کیا جائے گا۔

خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا''

[فن شاعری اور حسان الہند، ص ۲۷]

علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت آپ کا اور آپ کے آباء کا دیا ہوا مسلک ہے۔ اس پر چلنے کی تاکید آپ کے اکابر فرماتے رہے ہیں، تو اس سے انحراف اور اس کی مخالفت آپ سے معقول نظر نہیں آتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی عرض کردوں کہ اگر آپ کسی کو گالی دیں یا برا بھلا کہیں یا اسے ماریں اور وہ حضور شاہ برکت اللہ، حضور خاتم الاکابر، حضور نوری میاں، حضور تاج العلماء، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور نظمی میاں علیہم الرحمہ کی بدگوئی کرے تو کیا اس کو دانشمندی سے تعبیر کیا جائے گا؟........... ہرگز نہیں بلکہ اس کو بے وقوف مانا جائے گا۔

اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کوئی غلط کام کر رہا ہے تو اسلام کو گالی دینا بانی اسلام کی مخالفت کرنا کہاں کی دانشمندی ہوگی، اتنا تو حضرت سمجھ ہی سکتے ہیں۔

دل جوئی یا دل شکنی

سید صاحب کہتے ہیں:

''حضرات گرامی اپنے اخلاق کو بلند کریئے۔ سرکار غوث پاک کا مہینہ ہے سرکار غوث پاک کی محفل ہے۔ اپنے اخلاق کو بلند کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ جو بھی اختلافات ہیں ان کو بھلا کر کس کے لیے پیر کے لیے نہیں صرف اللہ کے لیے، اللہ کی رضا کے لیے، ان کو بھلا کر اپنے سلسلے کو مضبوط کیجیے۔..... ہمیں یہ سب باتیں بھول جانا چاہیے کہ کس نے چین کی گھڑی پہنی ہے، کس نے ٹائی پہنی ہے، کس نے الٹا پیر پہلے نکالا ہے، کس نے سیدھی مانگ نکالی ہے۔ آڑی مانگ

نکالی ہے۔

یہ سب باتیں بھول جانا چاہیے ہم لوگوں کو۔ ان سب باتوں میں دل خراب ہوتے ہیں۔ یار ہمیں اپنے بھائیوں کا دل رکھنا آنا چاہیے۔ آپ کو معلوم ہے ہمارے بزرگوں نے کیا فرمایا ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ اگر تم نفلی روزہ رکھے ہوئے ہو تم کسی کے گھر مہمان رہے اور اس نے تم سے کہا کہ بھائی پانی پی لیجیے۔ تو تم اس سے یہ مت بتاؤ کہ تم روزہ رکھے ہوئے ہو بلکہ پانی پی لو روزہ توڑ دو کیوں کہ تمہارے روزے سے افضل ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کی دل جوئی کرو۔

اس کی دل شکنی نہ ہو۔ یہ ہمارے بزرگوں نے ہمیں سکھایا ہے۔ یہ اخلاق ہے۔ اور ہم کیا کر رہے ہیں ہم بالکل الٹی چال چل رہے ہیں۔''

''.....میں جانتا ہوں میری باتیں بہت کڑوی ہیں۔ کچھ لوگوں کو بہت چبھی ہیں اور بہت اچھا ہے کہ باتیں چبھیں۔ کیوں کہ میں باتیں چبھونے کے لیے بول ہی رہا ہوں۔ ارے کب تک ہم مروت کریں گے، کب تک ہم خاموش رہیں گے۔ ہم نے کہا کوئی بات نہیں سنیت کا نقصان نہ ہوجائے، کوئی کسی کا دھندہ چل رہا ہے چلنے دو لیکن پتہ چلا کہ دھندہ چلانے کے چکر میں پوری امت کا بیڑا غرق کر دیا جا رہا ہے تو یہ ہم کو برداشت نہیں ہوگا۔''

سید صاحب نے مذکورہ سطور میں دل جوئی کا حکم دیا ہے، مگر انداز بھی عجیب ہے۔ آپ دل سوزی کرتے جا رہے ہیں اور دل جوئی کا حکم دے رہے ہیں۔ سید صاحب کڑوی کڑوی باتیں، چبھنے والی باتیں کر کے جس کا اقرار خود آپ نے کیا ہے کیا دل جوئی کی جاتی ہے؟

یہ انداز اصلاح کا نہیں ہے بلکہ معاف رکھیے گا فساد کا ہے۔ اور سید صاحب بڑی بارگاہ کے پروردہ ہیں، اگر وہ ہی ایسا کریں گے تو پھر قوم کا خدا حافظ۔

خاتمہ:۔

سید صاحب کی پوری تقریر پر اگر تبصرہ کیا جاتا تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوجاتی۔ فقیر نے بس چند اہم پہلوؤں کو موضوع بحث بنایا اور اس سے متعلق صرف ان کے گھر سے ان کے آباء و اجداد کے حوالے پیش کر کے ان کی تقریر کے متنازعہ گوشوں کو خوشگوار ماحول میں اصلاح کا جامہ پہنانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ مبادا میری تحریر سے یہ نتیجہ اخذ نہ کیا جائے کہ میں نے سید صاحب کی مخالفت میں لکھا ہے۔ میں نے تو بس سید صاحب کے آباء و اجداد کی تعلیمات جو اہلِ سنت کو انہوں نے پڑھائی تھیں سید صاحب کو سنانے کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ الحمد للہ! فقیر کو مارہرہ مقدسہ کی تعلیمات حتیٰ المقدور یاد ہیں۔

مزید براں حتیٰ الامکان طنز و تشنیع سے قلم کو باز رکھا ہے اور مؤدب انداز میں اپنی بات کہنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی اگر کہیں تلخی در آئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ سید صاحب کی تقریر کے کئی پہلو سخت خلافِ شرع ہیں، ان پر میں نے کسی طرح کا شرعی حکم بیان نہیں کیا ہے بلکہ وہ اکابر مفتیانِ کرام کے ذمے چھوڑ دیا ہے۔ میں نے بس نفس مسئلہ پر ان کے اکابر کی بارگاہ سے جواب دینے کی خدمت پوری کی ہے۔ اللہ سید صاحب کو اپنے آباء و اجداد کی روش پر گامزن فرمائے۔ اور ہمیں سادات کرام، علمائے کرام کی محبتیں اور ان کی مقدس بارگاہوں کا ادب و احترام، اور ان کے نقوشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاه النبی الامین الكريم عليه الصلاة و التسليم.

نیازمند

محمد ذو الفقار خان نعیمی ککرالوی

خادم نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور